مارچ ۱۹۷۰ء

محترم مولانا محمد یعقوب صاحب سابق ایڈیٹر
(Light) لاہور بوجہ بیماری جلسہ سالانہ ۱۹۶۹ء
میں سٹیج پر کرسی پر بیٹھے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح
ایدہ اللہ تعالیٰ افتتاحی خطاب کے بعد ان کا حال
دریافت فرما رہے ہیں۔ دوسرے دوست مولوی
رحمت اللہ صاحب مربی۔ مولوی عطاء الکریم
صاحب شاہد مربی و میجر شریف احمد صاحب
باجوہ ہیں۔ (فوٹو: میموریل فوٹو سروس ربوہ)

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

گیمبیا (مغربی افریقہ) میں عیدالفطر

اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کا پیغام دنیا کے کناروں تک پھیل رہا ہے - گیمبیا کے گورنر جنرل ہز ایکسیلینسی ایف ایم سنگھاٹے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ عیدالفطر کے موقعہ پر نماز عید کے بعد گورنر ہاؤس میں جماعت احمدیہ کا وفد ان سے ملا۔ تصویر میں آپ خطاب فرما رہے ہیں۔ مولانا چوہدری محمد شریف صاحب انچارج مبلغ ، کیپٹن ڈاکٹر سعید احمد صاحب اور چوہدری داؤد احمد صاحب حنیف بھی فوٹو میں نظر آ رہے ہیں -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۰ شمارہ ۳	الفرقان ربوہ (ایک دینی تبلیغی مجلہ) مارچ ۱۹۷۰ء	المحرم الحرام ۱۳۹۰ ہجری قمری امان ۱۳۴۹ ہجری شمسی

مضامین

- تکفیر کی ظلمتوں میں مشعل نور —— (ہر کلمہ گو کو ملتِ اسلامیہ کا فرد قرار دیا جائے) — ایڈیٹر — ص۲
- شذرات — 〃 — ص۵
- انبیسیان (سورۂ نساء ع۲۲ کا ترجمہ و تفسیر) — 〃 — ص۹
- درس حدیث — 〃 — ص۱۳
- ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام — 〃 — ص۱۴
- بزرگانِ دین کے اقوال — 〃 — ص۱۵
- حکومتِ پاکستان کی فوری توجہ کے قابل (ماخوذ) — ص۱۶
- غیرتِ دینی کا نہایت اثر انگیز واقعہ (نظم) جناب اختر صاحب ایم اے — ص۱۷
- قطعہ — تاثرات (نظم) — جناب قیس مینائی — ص۱۹
- محسوسات (نظم) — جناب نسیم سیفی — ص۲۰
- حاصلِ مطالعہ — جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد — ص۲۱
- معجزات کے متعلق عیسائیوں کی بدلتی ہوئی پالیسی — جناب مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر — ص۲۵
- قطعات — جناب حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی — ص۳۱
- انوارِ خلافت — مکرم مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی — ص۳۲
- گورو نانک جی کی تصاویر — جناب گیانی عباد اللہ صاحب — ص۳۳
- حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی رضی اللہ عنہ کا ذکرِ خیر —— (ماخوذ) — ص۳۴
- "یا نبی اللہ کنتُ لا أعرفک" (الہام) (فریقِ لاہور کے احباب سے دردمندانہ درخواست) — ایڈیٹر — ص۴۱
- علماء کا فتویٰ اور انتخاب میں مزاحمت (ماخوذ) — ص۴۳
- جناب سید اسعد گیلانی سے گفتگو — جناب نسیم سیفی — ص۴۴
- عوام مسلمان اور مودودی صاحب (اقتباس) — ص۴۶

قواعد

۱۔ سالانہ چندہ پیشگی۔ پاکستان — چھ روپے

۲۔ 〃 〃 〃 بیرونی ممالک — تیرہ شلنگ

۳۔ 〃 〃 〃 بذریعہ ہوائی ڈاک — پندرہ شلنگ مزید

۴۔ تاریخ اشاعت :۔ ہر شمسی ماہ کی پندرہ تاریخ!

۵۔ جملہ رقوم بنام مینیجر الفرقان ربوہ آنی چاہئیں۔

۶۔ قیمت فی کاپی ساٹھ پیسے۔

ادارۂ تحریر

مدیر مسئول

ابوالعطاء جالندھری

—— نائبین ——

۱۔ دوست محمد شاہد مولوی فاضل

۲۔ عطاء المجیب راشد

اداریہ

تکفیر کی ظلمتوں میں مشعلِ نُور

"ہر کلمہ گو کو ملّتِ اسلامیہ کا فرد قرار دیا جائے"

(۱)

پاکستان محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے قائم ہُوا ہے اور اس کی بقاء اور استحکام بھی صرف اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ اللہ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے مناسب تدابیر اور اعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔

جناب مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی نے خوب فرمایا ہے کہ:۔

"پاکستان اسلام کا آہنی اور آخری قلعہ ہے اگر خدانخواستہ پاکستان نہ رہا تو مسلمانوں کا یہ آخری حصار بھی نہ رہے گا۔"
(نوائے وقت لاہور ۲ مارچ ۱۹۷۰ء)

اسلئے جہاں تک بقاء و استحکام پاکستان کے لئے مناسب اعمال اور تدابیر کے اختیار کرنے کا سوال ہے یہ پاکستانی مسلمانوں کا اوّلین فرض ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے اس آخری قلعہ کی تعمیر کے وقت مسلمانوں نے محض کلمہ گو ہونے کی حیثیت سے حصہ لیا تھا اور اسی بنیاد پر ہندوؤں اور سکھوں نے قیامِ پاکستان کے وقت ان کا قتلِ عام کیا اور انہیں پاکستان میں دھکیلا تھا۔ اس وقت شیعہ، سُنّی، اہلحدیث، احمدی، بریلوی اور اہلِ قرآن کی کوئی تفریق نہ تھی گویا دوست و دشمن سبھی یہ جانتے تھے کہ ملّتِ اسلامیہ کی بنیاد کلمہ گو ہونے پر ہے۔ انہوں کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے درمیان عقائد کا اختلاف بھی ہے اور ایک دوسرے کے خلاف دینی نقطۂ نگاہ سے فتوے بھی موجود ہیں مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ملکی سیاست کیلئے اساسِ اتحاد یہی ہے کہ سب کلمہ گو ایک جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہو جائیں۔ چنانچہ قائداعظم مرحوم نے اسی بنیاد پر مسلم لیگ کا عَلَم بلند کیا اور ملّت کے منتشر شیرازہ کو دنیوی سیاست کی حد تک متحد کر دیا۔ مسلم لیگ کے اجلاس لاہور میں جب مولوی عبدالحامد صاحب بدایونی نے اپنے مولویانہ تعصب کی وجہ سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے قرارداد پیش کرنی چاہی تو قائداعظم نے اس فتنہ کو اسی وقت سختی سے روک دیا۔ انہوں نے ملّتِ اسلامیہ کی یکجہتی کی اساس اسی کو قرار دیا کہ تمام وہ لوگ جو کلمہ طیبہ پڑھتے اور اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں وہ مسلمان ہیں۔ اسی اصول پر پاکستان حاصل کیا گیا اور اسی پر اسکی بقاء و استحکام کا مدار ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خود وضاحت فرما دی ہے کہ ایسے لوگ بھی جن کے دلوں میں

ابھی ایمان داخل نہیں ہوا مگر وہ مُنہ سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں وہ بھی ملّتِ اسلامیہ کے افراد ہیں۔ قرآنی نص قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات ع ۲) اس پر واضح دلیل ہے۔ علماء سلف کا بھی یہی مسلک رہا ہے۔ (نہایہ ابن اثیر) اسی مسلک کو اختیار کر کے مختلف فرقوں کو وحدت کی سلک میں پرو دیا گیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

(۲)

متحدہ ہندوستان میں انگریزوں کے عہد میں علماء کے فتویٰ ہائے تکفیر کا ایک طوفانِ بے تمیزی برپا تھا۔ صحیفہ اہلحدیث کراچی کے تازہ شمارہ (۲۳ فروری ۱۹۷۰ء) میں جو اقتباسات درج ہیں ان میں سے ایک بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے:۔

"دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے زیادہ خبیث تر مرتد منافق رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے، اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں بلکہ وہابی قرآن و حدیث کا درس دیتے ہیں اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں شریک ہوتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ گوئی اور ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اُتارنے ہی نے ان کو خبیث اور بدتر کافر اصلی یہودی، نصرانی، بُت پرست، مجوسی سب سے بدتر کر دیا ہے۔"

(احکامِ شریعت مصطفوی جلد ۱ صفحہ ۶۹)

یہ فتویٰ بازی کی آگ پاکستان بننے کے ابتدائی ایام میں حضرت قائداعظم مرحوم کی زندگی تک دبی رہی اور فتویٰ باز مولوی اور مفتی مرعوب رہے۔ پھر کچھ مارشل لاء کے باعث انکی زبانیں بند رہیں مگر اب یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے جو سیاسی مشاغل کی آزادی ہوئی ہے تو تکفیر کے شعلے پھر بھڑک اٹھے ہیں۔ کہیں ۱۱۲ مولویوں کا فتویٰ ہے، کہیں پانسو علماء کا فتویٰ ہے اور کہیں ۹۹۹ مفتیوں کا، اور کہیں ایک ہزار پچاس مولویوں کا۔ یہ آگ ایسا رے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لینے والی ہے۔ آج سیاستدان اس فتوے بازی کی آگ سے ایک دوسرے کا گھر جلانا چاہتے ہیں اور ملت کے شیرازہ کو درہم برہم کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بھیانک خطرہ ہے جو پاکستانی ملتِ اسلامیہ کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ اسی خطرہ کے پیشِ نظر عوامی لیگ کے صدر شیخ مجیب الرحمٰن نے کہا ہے کہ:۔

"ان سیاستدانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی مسلمان کسی کو کافر کہتا ہے تو ایسا فعل کر کے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔" (نوائے وقت لاہور یکم فروری ۱۹۷۰ء)

جمعیۃ العلماء کے مفتی محمود صاحب نے سرگودہا میں صاف اعلان کر دیا کہ:۔

"ہمارا ایمان ہے کہ ہر کلمہ گو شخص مسلمان ہے۔"

(نوائے وقت لاہور ۲ مارچ ۱۹۷۰ء)

مگر شورش پسند عناصر کو ان لوگوں کی پیش کردہ امن کی راہ گوارا نہیں چنانچہ شورش صاحب کاشمیری نے جھٹ مفتی صاحب سے سوال کر دیا کہ:۔

"اگر یہ درست ہے تو حضور والا قادیانی احمدی اور لاہوری احمدی دونو کلمہ پڑھتے بلکہ

سوشلسٹوں کے مقابلہ میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرتے۔ قرآن و حدیث کی باتیں کرتے تو آپ انہیں کس جرم کی پاداش میں مسلمانوں کے زمرہ سے خارج کرتے ہیں؟" (چٹان ۹ مارچ ۱۹۷۰ء)

(۳)

ہمارے نزدیک اب وقت آگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان مارشل لا کے ضابطہ نمبر ۶۰ کے ماتحت فوری طور پر مداخلت کرکے تکفیر کی آگ پر قابو پائے جس کی صرف یہی راہ ہے کہ ہر کلمہ گو شخص کو حکومت کی طرف سے مسلمان قرار دیدیا جائے اور تمام مسلمان کہلانے والوں کو قطع نظر انکے باہمی فتاوی کے ملتِ اسلامیہ کے افراد تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ بانئ پاکستان قائدِ اعظم مرحوم نے کیا تھا۔ جناب مفتی محمود صاحب کا بھی یہی اعلان ہے اور شیعہ حضرات کا بھی تازہ ترین بیان ہے کہ:-

"مسلمان کا متحدہ میدان اسلام ہے اور یہی متفقہ ہے کہ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَهُوَ مُسْلِمٌ کہ جو خدا کی توحید اور اسکے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اقرار کرے وہ مسلم ہے۔" (معارفِ اسلام لاہور فروری ۱۹۷۰ء ص ۱۹)

اس بارے میں جماعت احمدیہ کا موقف بھی واضح ہے چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:-

(الف) "میرا یہ فیصلہ ہے کہ جو فرقہ اپنے آپکو مسلم کہلاتا ہے اور قرآن مجید کی شریعت کو منسوخ قرار نہیں دیتا اس سے اتحاد کر لو۔ قومی برکات اور انعامِ قومی اتحاد کی روح سے وابستہ ہیں۔" (لیکچر شملہ دسمبر ۱۹۲۷ء ص ۲۹)

(ب) "لفظ مسلم کی تعبیر مذہبی نقطۂ نگاہ سے اور ہے اور سیاسی نقطۂ خیال سے اور۔ مذہبی نقطۂ خیال سے تو مختلف فرقِ اسلام کے نزدیک وہ لوگ مسلم ہیں جو اُن اصولی مسائل میں جن پر وہ اپنے نزدیک بنائے اسلام رکھتے ہیں متفق ہوں اور سیاسی نقطۂ خیال کے مطابق ہر شخص جو رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانے کا مدعی ہے اور آپ کی شریعت کو منسوخ قرار نہیں دیتا اور کسی جدید شریعت کا قائل نہیں ہے لفظ مسلم کے دائرہ میں آجاتا ہے۔" (رسالہ اسباب الاتحاد مطبوعہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۳)

پس ہمارے نزدیک اسوقت از بس ضروری ہے کہ حکومت پاکستان اور ملک کے خیر خواہ مسلمان فوری طور پر فیصلہ کر لیں کہ سیاسیات میں کفر کے فتوے دینے قانوناً منع ہیں ایسا کرنیوالا قانونی مجرم ہے نیز یہ کہ ملکی سیاست کی حد تک قانون کی نظر میں ہر وہ شخص جو لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اُمتِ اسلامیہ کا فرد ہے کسی کو حق نہیں کہ اسے غیر مسلم قرار دے۔

ہمارا یہ خیر خواہانہ مشورہ ہے ہم اسکو ہی پاکستان کی بقا اور اسکے استحکام کا راز سمجھتے ہیں۔ احمدی جماعت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اسلئے ہمارے اس مشورہ کو کسی غرض پر مبنی نہ قرار دیا جائے ہم یہ سطور ملک و ملت کی خالص خیر خواہی کی بنا پر لکھ رہے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین +

شذرات

① عصرِ حاضر میں مسیحیت

مسیحی ماہنامہ اخوت لاہور لکھتا ہے کہ :-

"ہماری کلیساؤں کی کشتی ڈگمگا رہی ہے۔ کلیسائیں بے جان اور مُردہ نظر آتی ہیں۔ گرجے گھر خالی خالی اور عوام دنیاوی چیزوں کی فکر میں غلطان و پیچاں نظر آتے ہیں۔" (اخوت فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱)

الفرقان - کیا یہ حالت پکار پکار کر نہیں کہہ رہی کہ

ع وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت؟

غور کیجئے کہ مسیح موعود کے ظہور کا یہ کتنا واضح نشان ہے۔

② عوام مسلمانوں کی حالت اور اس کا مداوا

ہفت روزہ چٹان لاہور میں لکھا ہے :-

"حقیقت یہ ہے کہ ہم اخلاق و شرافت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور اللہ کا خوف دلوں سے اُٹھ گیا ہے۔ نتیجتاً ملک و ملت کو اپنی زندگی کا نازک ترین مرحلہ درپیش ہے۔" (چٹان لاہور ۱۶ فروری ۱۹۷۰ء)

مدیر المنبر لائل پور لکھتے ہیں :-

"خوب سمجھ لیجئے کہ اسلام کے سیاسی محاذ پر سارا کام، ثقافتی محاذ پر سارا کام اور معاشی اور معاشرتی محاذ پر سارے کام، وہ بالکل کھوکھلے اور بے اثر رہیں گے جب تک ایمان اور دعوت الی اللہ کی بنیاد پر اس ملک میں اس پیمانے پر کام نہیں ہوگا جس پیمانے پر اس کی ضرورت ہو گی۔" (المنبر ۱۹ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱)

الفرقان - جماعت احمدیہ کے قیام کا واحد مقصد "ایمان اور دعوت الی اللہ" ہے اور وہ اسی کے لئے کوشاں ہے مگر قدیم طریق کے مطابق اہلِ باطل اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔

③ اہلحدیث سٹیج پر حدیثِ رسول کی اہانت

لاہور میں اہلحدیثوں کی کانفرنس کی رپورٹ میں درج ہے کہ :-

"حافظ (عبد القادر) صاحب نے کہا کہ اسلام میں تصویر کھچوانا منع ہے اور میں کسی غیر اسلامی کارروائی میں تعاون کرنا گوارا نہیں کرتا۔ پریس فوٹو گرافروں نے حافظ صاحب کی خواہش کا پورا پورا احترام کیا لیکن ان کے بعد جب جواں سال مقرر مولانا احسان الٰہی ظہیر مائک پر آئے تو فوٹو گرافروں نے انکی تصویریں

بلا روک ٹوک اتاریں۔"

اس رپورٹ کو درج کر کے تنظیم اہلحدیث کے مدیر لکھتے ہیں:۔

"بڑے بڑے اہلحدیث مولوی صاحبان نے بڑے بڑے اہلحدیث بزرگانِ دین و مفتیانِ کرام کی موجودگی میں، انکے سامنے پورے ذوق و شوق اور خلوصِ نیت سے فوٹو کھنچوائے تھے اور یہ کہنا کہ فوٹو گرافر جبراً تصویر اتار لیتے ہیں سفید جھوٹ ہے۔ پورے اجتماع میں سوائے مولانا حافظ عبد القادر روپڑی کے کسی نے ان مولوی صاحبان کو ٹوکا تک نہیں کہ اہلحدیث سٹیج پر حدیثِ رسول کی مخالفت اور اہانت کیوں ہو رہی ہے۔" (تنظیم اہلحدیث لاہور ۶ مارچ سنہ ۷۰ء)

الفرقان۔ قول و عمل کا یہی تضاد ان علماء کی نیولی حالی کا موجب ہے جس کی پیشگوئی حدیث نبوی میں موجود ہے۔

۴ ایک پلیٹ فارم پر کیوں جمع نہیں ہو سکتے؟

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی لکھتا ہے:۔

"علماء حق اور مودودی صاحب اسلامی نظام کے خواہاں ہو کر بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اس میں سب سے بڑی رکاوٹ مودودی صاحب کی انانیت اور مجتہدانہ روش ہے۔"

(تعلیم القرآن راولپنڈی فروری سنہ ۱۹۷۰ء)

الفرقان۔ یہی "انانیت" قبولِ حق میں سب سے بڑی روک ہے۔ اللہ تعالیٰ مکذبینِ انبیاء کے متعلق فرماتا ہے فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (مؤمن رکوع ۹) کہ وہ لوگ نبیوں کے مقابلہ میں اپنی "انانیت" اور "مجتہدانہ روش" پر مغرور ہوتے رہے ہیں۔

۵ حجاز میں اونٹ بیکار اور ناپید

جناب شورش صاحب لکھتے ہیں:۔

"۸ نومبر کی صبح کو ہم منیٰ، مزدلفہ اور عرفات کے لئے روانہ ہوئے۔ شوق تو یہ تھا کہ اونٹ ہوتے، ناقہ ہوتی، کجاوے ہوتے، حدی خواں ہوتے، قرنِ اوّل کا زمانہ ہوتا لیکن اب ان کا تصور ہی تصور ہے۔ طیارے اُڑ رہے ہیں اور سیارے چل رہے ہیں۔"

(ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۲ فروری سنہ ۷۰ء)

الفرقان۔ صحیح مسلم کی حدیث میں یہ مسیح موعود کے وقت کی خاص علامت ہے۔ اے کاش کہ لوگ بصیرت کی آنکھ سے حالاتِ زمانہ پر نظر کریں۔

۶ اقبال "انگریزوں کا ٹوڈی"

ہفت روزہ زندگی لاہور کے فاضل مدیر لکھتے ہیں:۔

"آپ کو یہ سُن کر دُکھ ہوگا کہ جی۔ ایم۔ سید کی وہ کتاب جس میں اقبالؒ کو انگریزوں کا ٹوڈی کہا گیا ہے نوجوانوں میں سب سے زیادہ مقبول ہوئی اس کتاب کا نامؒ جدید

سیاست کے نورتن" ہے۔"
(ہفت روزہ زندگی لاہور ۲ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ)

الفرقان۔ ہم اسے بلا تبصرہ شائع کرتے ہیں۔

⑦ نو صد ننانوے علماء کا فتویٰ

مشرقی پاکستان کے بنگالی روزنامہ دوئنک پاکستان میں شائع ہوا ہے کہ:۔

"جماعت سے متفق اماموں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی اپیل۔ آل پاکستان اسلامی انقلابی مجلس کے چیئرمین مولانا محمد عبید اللہ بن سعید نے گزشتہ جمعرات کو اپنے ایک بیان میں مسلمانوں کی خدمت میں اپیل کی ہے کہ وہ مولانا مودودی سے متفق اماموں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

اے۔ پی۔ پی کی مرسلہ خبر میں کہا گیا ہے کہ مولانا جلال آبادی نے واضح فرمایا ہے کہ جماعت اسلامی کے رکن یا متفق اماموں کی اقتدار میں اگر نماز ادا کی جائے تو وہ مکروہ تحریمی ہوگی اور بعض صورتوں میں نماز مکمل طور پر ہی ناجائز ہوسکتی ہے۔

انہوں نے اپنے بیان میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس فتویٰ کی ملک کے نوسو ننانوے (۹۹۹) ممتاز علماء نے تائید کی ہے اور یہ فتویٰ اب ان کے پاس موجود ہے۔"

(ز دوئنک پاکستان ڈھاکہ ۱۴ فروری ۱۹۷۰ء)

الفرقان۔ علماء کے فتووں کے اس دور میں اتنی بڑی تعداد کا یہ منفرد فتویٰ ہے۔

⑧ شیعہ اقلیت اور جداگانہ انتخاب

شیعی رسالہ معارف اسلام لاہور لکھتا ہے:۔

"ہم ہمیشہ اقلیت میں رہے ہیں اور تا ظہورِ امامِ آخر الزمان (عجّل اللہ فرجہٗ) اقلیت ہی میں رہیں گے ۔۔۔۔ ان حالات میں ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ شیعہ مسلمانوں کے لئے پاکستان ہی میں ایک علیحدہ خطۂ ارض قائم کر دیا جائے البتہ ہم جداگانہ طریق انتخاب پسند کرتے ہیں تاکہ ہمیں بھی اپنی تعداد کے مطابق نمائندگی حاصل ہو۔" (معارف اسلام فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۸)

الفرقان۔ جو گروہ تعداد میں زیادہ ہو اسے اپنے ہم وطن گروہ سے زیادہ فیاضانہ سلوک کرنا چاہیئے۔ ایسی صورت اختیار کرنے سے ایسے خیالات پیدا نہ ہوں گے جو شیعہ صاحبان میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ملکی سالمیت کے لئے اتحاد از بس ضروری ہے۔

⑨ خلافتِ [illegible] کے قیام کی تمنا

ہفت روزہ چٹان میں شائع ہونے والی نظم کا ایک شعر ہے ؎

خلافت راشدہ دوبارہ خدا کرے ہو وطن میں قائم
یہی ہے شورش تری تمنا یہی ہمارا بھی مدعا ہے

(چٹان ۲۳ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ ۶)

تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتا ہے :-

"دنیا میں دو نظام رائج ہیں (۱) پارلیمانی جمہوری نظام (۲) صدارتی نظام - ہم پاکستانی عوام ان دونوں کو غیر اسلامی نظام تصور کرتے ہیں - ہمارے نزدیک اس کا نظام نظام خلافت ہے" (تنظیم اہلحدیث ۶ مارچ ۱۹۷۰ء)

الفرقان - کیسی اچھی تمنا ہے اور کتنا نیک مدعا ہے مگر شاعر کو یہ احساس نہیں کہ جس خدا نے پہلی دفعہ خلافت راشدہ کو قائم کیا وہی اب بھی اسی طرح اسے دوبارہ قائم کرنے والا ہے - لوگ اپنی تمناؤں میں رہتے ہیں مگر انہیں خدا کے ہاتھ کا اشارہ نظر نہیں آتا -

(۱۰) سید جمال الدین افغانی پر توہین رسولؐ کا الزام

ہفت روزہ چٹان لکھتا ہے :-

"شیخ الاسلام موقع کے منتظر تھے - اس تقریر میں انہوں نے اپنے مطلب [illegible] اور لوگوں میں یہ مشہور کر دیا [illegible] افغانی نے مقام رسالت کی توہین کی ہے - وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیاسی شاطر کہتے ہیں - اس تاویل پر ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ... چونکہ دولت عثمانیہ میں ہر طرف شیخ الاسلام کا سکہ جما ہوا تھا اسلئے لوگ جمال الدین کے خلاف ہو گئے - جب اس واقعہ نے فتنہ عظیم کی صورت اختیار کی تو وہ مجبوراً مصر روانہ ہو گئے" (چٹان لاہور ۹ مارچ ۱۹۷۰ء ص۱)

الفرقان - اصلاح اور تبدیلی کے لئے کھڑے ہونیوالے ہر شخص سے مخالفین کا یہی رویہ ہوتا ہے -

(۱۱) اسلام پسند بھی خالص اسلام کے طالب نہیں

فاضل مدیر معارف اسلام لاہور رقمطراز ہیں کہ :-

"سب سے زیادہ تعجب تو ہمیں مذکورہ بالا اسلام پسند طبقہ کی ذہنی حالت پر ہے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ان کے پیش نظر عہد رسالتمآب نہیں رہا جبکہ نہ جمہوریت تھی نہ سوشلزم بلکہ صرف کھرا اسلام ہی کارفرما تھا - المختصر ایک طبقہ "اسلام" اور "جمہوریت" کا حامی ہے اور دوسرا طبقہ اسلام اور سوشلزم چاہتا ہے - ظاہر ہے کہ صرف اور خالص "اسلام" کوئی طلب نہیں کر رہا"

(معارف اسلام فروری ۱۹۷۰ء ص۴)

الفرقان - خالص اسلام کو اللہ تعالیٰ قائم کرتا ہے اور وہی اس کا محافظ ہے - اس کے داعی اللہ تعالیٰ خود کھڑا کرتا ہے -

(۱۲) ٹیپو سلطان کی مسجد اقصیٰ

روزنامہ امروز ۵ نومبر ۱۹۶۹ء لکھتا ہے :-

"یہ (مسجد) ریاست میسور (ہندوستان) میں ہے اور اسے ٹیپو سلطان نے ۱۷۹۲ء میں تعمیر کرایا تھا ٹیپو سلطان نے اس مسجد کا نام مسجد اقصیٰ رکھا تھا کیونکہ اسے بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ سے بہت محبت تھی"

النساء ع ۲۴

اَلْبَیَانُ

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ

مسیحؑ اور مقرب فرشتے اس بات سے ہرگز ناک بھوں نہیں چڑھا سکتے کہ وہ خدا سے

لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ

عزّوجلّ کے بندے قرار پائیں۔ جو شخص بھی اللہ کی عبادت سے ناک

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ

چڑھائے، اسے برا منائے اور اپنے آپ کو اس سے بالا سمجھے ان سب کو اللہ تعالیٰ اپنے حضور (جواب دہی

جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کے لئے) جمع کرے گا۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمالِ صالحہ کئے

تفسیر:۔ اس رکوع میں کل چھ آیات ہیں۔ پہلی آیت میں گزشتہ مضمون کے تسلسل میں فرمایا کہ مسیح ہو یا مقرب فرشتے ہوں وہ سب کے سب خدا کے حضور عاجز بندے ہیں۔ ان کی فضیلت اسی میں ہے کہ وہ اس کی عبادت بجا لاتے ہیں اور اس کے احکام کے فرمانبردار ہیں۔ انجیل میں بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ

"میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں اور اس کا کام پورا کروں"

(یوحنا ۴/۳۴)

جب حقیقت یہ ہے تو عیسائیوں کے لئے کیونکر روا ہے کہ وہ مسیح کو یا روح القدس کو خدا کا بیٹا اور خدا کی خدائی میں شریک اقنوم ٹھہرائیں۔ مسیح کی عبودیت کا ایک نظارہ انجیل کی اس عبارت سے بھی عیاں ہے:۔

فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ج

ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر بڑھا چڑھا کر دے گا اور اپنے فضل سے ان کو مزید عطا فرمائے گا۔

وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنْكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ

لیکن وہ جنہوں نے (عبادت الٰہی سے) ناک چڑھایا اور تکبر کیا ان کو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب

عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ

دے گا۔ یہ (کافر) لوگ اللہ کے سوا اپنے لئے کوئی دوست اور

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ

مددگار نہ پائیں گے۔ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب

بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۝

کی طرف سے کھلا کھلا برہان آ گیا ہے اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کر دیا ہے۔

"وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔ وہ جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔" (لوقا ۲۲/۴۴-۴۵)

پس اللہ ہی معبود برحق ہے۔ مسیح اور روح القدس محض اس کے بندے ہیں۔

دوسری اور تیسری آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حقیقی توحید پر ایمان لائیں گے اس کی مخلصانہ عبادت بجا لائیں گے وہ ہر قسم کے عذاب سے محفوظ وہ کر اسکے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ انکے برعکس جو لوگ اسکی عبادت سے گریز کریں گے وہ عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔ قیامت میں کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا۔

چوتھی آیت میں قرآن مجید کو برھان (کھلی دلیل) قرار دیا ہے اور اسے نور برحق بھی ٹھہرایا ہے۔ گویا قرآن مجید اپنے ہر دعویٰ کو دلیل سے منواتا ہے۔ اسکی تعلیمات سب مدلل اور واضح ہیں ان کے منوانے کے لئے کسی قسم کے جبر و اکراہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لفظ نور مبین میں یہ بھی اشارہ ہے کہ قرآنی عقائد و احکام نہایت واضح اور سراسر حق ہیں ان میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

پس اب وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کر لیا ہے انہیں

فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا

اللہ تعالیٰ ضرور اپنی خاص رحمت اور بڑے فضل میں داخل کریگا اور انہیں اپنے تک پہنچنے کے لئے سیدھے

مُّسْتَقِيْمًا ۝ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ

راستے کی راہنمائی کرے گا۔ اے نبی! تجھ سے فتویٰ دریافت کرینگے تو انہیں کہدے کہ اللہ تم کو کلالہ کے

فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ

بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر کوئی کلالہ شخص (مرد) فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو

وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ

اس کی صرف ایک بہن ہو تو اس بہن کے لئے مرنے والے کے ترکہ میں سے نصف مال ہوگا۔ اور (انہی حالات میں)

اس آیت کریمہ میں برھان سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات بھی ہو سکتی ہے کیونکہ آپ کی سچائی آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر و واضح ہے حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے رسول اکرم کی شان اقدس میں کیا خوب فرمایا ہے ؎ محمدؐ ہست برہان محمدؐ۔

پانچویں آیت میں خبر دی گئی ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت پانے اور اسکے فضل کو حاصل کرنے کی صرف یہی راہ ہے کہ قرآن مجید کے پیش کردہ خدا کو مانا جائے اور اس کے زندہ اور مستحکم پیوند قائم کیا جائے اسلئے یہود اور نصاریٰ اور دیگر اقوام پر واضح ہو جانا چاہیئے کہ نجات پانے کے لئے اسلام میں داخل ہونا لازمی ہے اب قرآن مجید ہی جملہ کتابوں کا وارث ہے اور تمام سچائیوں کا جامع ہے اب مسیحیت بھی بے ثمر ہے اور یہودیت بھی بے پھل۔ ان تمام مذاہب کی حیثیت مردہ کلالہ کی حیثیت ہے انکا سلسلہ اب منقطع ہو گیا ہے اب آسمانی نعمتیں توراۃ کی پیشگوئی کے مطابق بنی اسرائیل کے بھائیوں بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔

چھٹی آیت میں کلالہ کی وراثت کا مسئلہ بھی بیان فرما دیا اور ربط کے لحاظ سے یہ بھی واضح کر دیا کہ پہلے مذاہب اب ثمرات کے لحاظ سے انقطاع کا شکار ہو گئے ہیں اب صرف اسلام ہی زندہ مذہب کی حیثیت رکھتا ہے

اسی سورۃ نساء کے دوسرے رکوع میں بھی کلالہ کے ورثہ کا ذکر ہے وہاں پر بھی اسکے بھائی اور بہن کا بیان ہے اور یہاں بھی۔

يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ

اگر کلالہ عورت فوت ہو جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کا بھائی اسکے پورے مال کا وارث ہوگا۔ اگر کلالہ کی وارث صرف دو بہنیں

فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً

ہوں تو وہ اسکے ترکہ میں سے دو تہائی کی مالک ہوں گی۔ اگر وارث مرد اور عورتیں ملے جلے یعنی میت کے بھائی

رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ

اور بہنیں ہوں تو وراثت میں نر کو دو عورتوں کے حصہ کے مانند ملے گا۔

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ ع ۲۴ ۴

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہیں تم بہک نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے

پہلے تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کلالہ کسے کہتے ہیں۔ امام راغب لکھتے ہیں:-

"روی ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن الکلالۃ فقال مَن مات و لیس لہٗ ولد ولا والد" (المفردات للراغب)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کلالہ وہ ہے جو اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کا نہ بیٹا پوتا ہو اور نہ باپ دادا۔"

ایسے متوفی کے بھائی بہن ہو سکتے ہیں۔ بھائی بہن تین طور پر ہوتے ہیں (۱) صرف ماں کی طرف سے یعنی انکے باپ مختلف ہوں انکو اصطلاح میں اخیافی کہتے ہیں انکے ورثہ کا حکم نساء ع ۲ میں بیان ہوا ہے جہاں فرمایا فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ کہ ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا جو ماں کا حصہ ہے اور وہ عصبہ ہونگے (۲) صرف باپ کی طرف سے یعنی مائیں مختلف ہوں انکو اصطلاح میں علاتی کہتے ہیں (۳) ماں اور باپ دونوں کی طرف سے انکو اصطلاحاً اعیانی کہتے ہیں۔ علاتی اور اعیانی بہن بھائی جب کلالہ کے وارث ہوں تو انکے ورثہ کا بیان سورۃ نساء یعنی زیر تفسیر آیت میں ہوا ہے وہ عصبہ بھی بنتے ہیں۔ اس بیان ورثہ کو علیحدہ طور پر اس جگہ ذکر کرنے کی ایک مناسبت یہ ہے کہ حضرت مسیحؑ گویا کلالہ ہیں۔ ان کے والد بھی نہ تھے اور انکی اولاد بھی مسلّم نہیں۔ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ نبیوں کو باہم علاتی بھائی کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے الانبیاء اخوۃ من علات (بخاری و مسلم) کہ نبی علاتی بھائی ہیں اسلئے علاتی بھائی بہن کے ورثہ کو نمایاں کرنے کے لیئے اس جگہ بیان کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب +

درسِ حدیث

سُنّتِ نبوی اور خلفاءِ راشدینؓ کے طریق کی پیروی لازم ہے

سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ ابْنَ سَارِيَةَ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِيْ اخْتِلَافًا شَدِيْدًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُوْرَ الْمُحْدَثَاتِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ۔

(ابن ماجہ جلد ا باب اتباع سنّۃ الخلفاء الراشدین المهديّين)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں کھڑے ہو کر نہایت مؤثر وعظ فرمایا۔ دلوں پر لرزہ طاری ہوگیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے آج تو اس طرح وعظ فرمایا ہے گویا یہ الوداعی وعظ ہے حضور ہمیں کوئی خاص تاکیدی حکم فرمائیں۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ہمیشہ اللہ کے تقویٰ کو اختیار کرو اور اپنے امیر اور حکمران کی بات پر کان دھرو اور اس کی اطاعت کرو خواہ وہ امیر حبشی غلام کیوں نہ ہو۔ تم میری وفات کے بعد بہت سے شدید اختلاف دیکھو گے تم پر لازم ہے کہ میری سُنّت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سُنّت کو اختیار کرو اور اسے نہایت مضبوطی سے تھامے رہو۔ دین میں نئے بدعتی امور سے بچتے رہو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔"

تشریح۔ اس حدیث نبوی کا خلاصہ یہ ہے کہ دین کی عملی زندگی کے لئے سُنّتِ نبوی اور سُنّتِ خلفاءِ راشدین مشعلِ راہ ہے مسلمانوں کو کوئی ایسا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے جو سُنّت نبوی کے خلاف ہو یا خلفاءِ راشدین کے طریق کے مخالف ہو۔ یہ وہ طریقِ زندگی ہے جسے اسلامی طریق کہا جاتا ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

متقی ریاء سے کامل اجتناب کرتا ہے

"دیانت جس قدر مخفی رکھی جاوے اسی قدر بہتر ہے۔ مثلاً ایک جوہری کو راستہ میں چند چور مل جاویں اور چور آپس میں اس کے متعلق مشورہ کریں۔ بعض اُسے دولتمند بتلاویں اور بعض کہیں کہ وہ کنگال ہے۔ اب مقابلتاً یہ جوہری انہیں کو پسند کرے گا جو اُسے کنگال ظاہر کریں گے۔ اعمال میں اخفاء اچھا ہے۔ اسی طرح یہ دنیا کیا ہے ایک قسم کا دار الابتلاء ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے اور ریاء سے بچے۔ وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں وہ کسی پر اپنے اعمال ظاہر ہونے نہیں دیتے یہی لوگ متقی ہیں۔

مَیں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے کوئی اس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اُسکو ایک ہزار روپیہ دیا۔ انہوں نے روپیہ لیکر اُس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اُسکی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی۔ چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا جس پر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے اصل میں روپیہ دینا نہیں چاہتا۔ جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا تو وہ شخص ہزار روپیہ اسکے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے برسرِ عام میری تعریف کر کے مجھے محروم ثواب آخرت کیا اسلئے مَیں نے یہ بہانہ کیا اب یہ روپیہ آپ کا ہے لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک موردِ لعن طعن ہوا کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔"

(التقاریر قدسیہ تقریر ۲۵ دسمبر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

بزرگانِ دین کے اقوال

حقیقی حج کب ہوتا ہے؟

کشف المحجوب کی ایک روایت

شیخ عثمان بن علی ہجویریؒ لاہوری (داتا گنج بخش) کشف المحجوب میں روایت فرماتے ہیں کہ ایک صاحب حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ جواب ملا کہ حج سے واپس ہو رہا ہوں۔ پوچھا حج کر چکے؟ عرض کیا کہ کر چکا۔ فرمایا کہ جس وقت گھر سے روانہ ہوئے اور عزیزوں سے جدا ہوئے تھے کیا اپنے تمام گناہوں سے بھی مفارقت کی نیت کر لی تھی؟ کہا نہیں یہ تو نہیں کیا تھا۔ فرمایا بس تم سفرِ حج پر روانہ ہی نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا کہ راہ میں جوں جوں تمہارا جسم منزلیں طے کر رہا تھا، تمہارا قلب بھی قربِ حق کی منازل طے کرنے میں مصروف تھا؟ جواب دیا کہ یہ تو نہیں ہوا۔ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے سفرِ حج کی منزلیں طے ہی نہیں کیں۔ پھر پوچھا کہ جس وقت احرام کے لئے اپنے جسم کو کپڑوں سے خالی کیا تھا اس وقت اپنے نفس سے بھی صفاتِ بشریت کا لباس اُتارا تھا؟ کہا یہ نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے احرام ہی نہیں باندھا۔ پھر پوچھا کہ عرفات میں وقوف کیا تو کچھ معرفت بھی حاصل ہوئی؟ کہا یہ تو نہیں ہوا۔ پھر فرمایا کہ تم نے عرفات میں وقوف ہی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ جب مزدلفہ پر اپنی مراد کو پہنچ چکے تو اپنی ہر مرادِ نفسانی کے ترک کا بھی عہد کیا تھا؟ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر مزدلفہ تم حاضر ہی نہیں ہوئے۔ پھر پوچھا کہ خانہ کعبہ کے طواف کے وقت صاحبِ خانہ کا بھی جمال نظر آیا تھا؟ کہا کہ یہ تو نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایا پھر تمہارا طواف ہی نہیں ہوا۔ پھر پوچھا کہ جب صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی تو مقامِ صفا اور درجہ مروہ کا بھی کچھ ادراک ہوا تھا؟ کہا یہ تو نہیں ہوا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر سعی بھی تم نے نہیں کی۔ پھر پوچھا کہ جب منیٰ آئے تو اپنی ساری آرزوؤں کو تم نے فنا کیا؟ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا پھر تمہارا منیٰ جانا لاحاصل رہا۔

پھر پوچھا کہ قربانی کے وقت اپنے نفس کی گردن پر بھی چھری چلائی تھی ؟ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا کہ پھر تم نے قربانی ہی نہیں کی۔ پھر پوچھا کہ جب کنکریاں ماری تھیں تو اپنے جہل اور نفسانیت پر بھی ماری تھیں ؟ کہا کہ یہ تو نہیں کیا تھا۔ ارشاد ہوا پھر تم نے رمی بھی نہیں کی۔ اور اس ساری گفتگو کے بعد آخر میں فرمایا تمہارا حج کرنا نہ کرنا برابر رہا اب جاؤ اور پھر صحیح طریقہ سے حج کرو۔"

(بحوالہ المنبر ۱۲؍ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ)

حکومتِ پاکستان کی فوری توجّہ کے قابل

پندرہ روزہ شیعی رسالہ المنتظر لاہور اپنے نوٹ زیر عنوان "مذہبی منافرت کا تدارک کیجئے" لکھتا ہے:۔

"کچھ عرصہ قبل مقامی عبدالحمید نامی ایک مقامی سکول ماسٹر نے جلال پور کھاکھی میں جلسہ کرایا جس میں ایک احراری مولوی نے اہلِ تشیّع اور مرزائی حضرات کو کافر قرار دیا اور انتہائی اشتعال انگیز تقریر کی۔ اس تقریر سے بستی کی فضا نہایت مکدّر ہو گئی۔ لیکن اسکے باوجود ماسٹر عبدالحمید نے دل آزاری کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ جس کی بناء پر مقامی حضرات نے اس کو سخت تنبیہہ کی۔ چنانچہ وہ کہروڑ پکا سے اپنے رشتہ داروں کو مسلح کر کے لے آیا اور ان لوگوں نے بتاریخ ۲۹؍ جنوری ساڑھے پانچ بجے بندوقوں، کلہاڑیوں اور لاٹھیوں سے نہایت منظم طریقہ کے ساتھ پہلے شیعوں پر حملہ کیا اور شیعہ پیش نماز جناب مولانا سید مردان علی شاہ صاحب کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا اور دوسرے متعدد شیعہ حضرات کو زخمی کر دیا۔ اس کے بعد مرزائی حضرات کی طرف رُخ کیا۔ چنانچہ نذیر احمد نامی ایک شخص کے سات سالہ بچے کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

ہمیں یہ واقعہ پڑھ کر بے حد روحانی تکلیف ہوئی۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ ہمارے خیال میں کانگرسی مولوی اپنی ایسی مذموم سرگرمیوں سے اتحاد بین المسلمین کو تباہ کر کے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔"

(المنتظر لاہور ۲۰؍ فروری ۱۹۷۰ء)

از محترم جناب چودھری عبد السلام صاحب اختر ایم اے

غیرتِ دینی کا ایک نہایت اثر انگیز واقعہ![1]

پنڈت لیکھرام کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلام کرنا اور حضور کا اعراض فرمانا

"میرے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور مجھے سلام کہتا ہے" — حضرت مسیح پاک علیہ السلام

سنو یہ واقعہ اِک اور مسیحِ پاک سیرت کا
خدا کے دیں کے حق میں غیرتِ دیں کا — حمیت کا

روایت ہے کہ اِک دن مہدیٔ موعودِ ربانی
غلامِ احمدِ مُرسل — حضورِ احمدِ ثانی

سفر کرتے ہوئے فیروز پور سے آ رہے تھے آپ
اور اپنی پاک بستی — قادیاں — کو جا رہے تھے آپ

تھے کچھ اصحاب بھی اہلِ سفر ہمراہ حضرت کے
کہ رکھتے تھے سدا قلب و نظر۔ ہمراہ حضرت کے

یہ تھا اِک قافلہ دینِ نبیؐ کے خوشخصالوں کا
غلامانِ رسولِ پاکؐ کا۔ اللہ والوں کا

سفر کرتے ہوئے یہ قافلہ لاہور جب آیا
تو حضرت نے وضو کے واسطے ارشاد فرمایا

ہوا سے وقت کی موجوں میں تھی موجِ قرار اُسوقت
حضورِ پاکؑ کو گاڑی کا تھا کچھ انتظار اُسوقت

حضورِ پاکؑ کے ساتھی بنامِ حضرتِ باری
لگے کرنے ادائے فرضِ ایمانی کی تیاری

---

[1] ملاحظہ ہو سیرت المہدی حصہ سوم مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ صفحہ ۱

اِس عالم کو جو رنگِ گردشِ ایّام نے دیکھا
جری اللہ ـــــ کو اِک دشمنِ ناکام نے دیکھا
یہ تھا اِک آریہ ـــ تھا نام پنڈت لیکھرام اُس کا
بُتوں کے ماننے والوں میں تھا عالی مقام اُس کا
بہت بدخو۔ بہت بدگو ـــــ دہن اُسکا زباں اُسکی
کٹی تھی بدزبانی میں ہی کُل عمرِ رواں اُسکی
وہ بد باطن جو شاہِ دوسرا کا نام لیتا تھا
تو کچھ کہنے سے پہلے گالیوں سے کام لیتا تھا
(مَیں پھر بتلاؤں گا۔ اُسکے درو دامن پہ کیا گزری
قضا کی برق جب کوندی تو اُس خرمن پہ کیا گزری
کٹا وہ کس طرح سے جسمِ بداعمال ۔ لکھوں گا
خدا توفیق دے تو مَیں مفصّل حال لکھوں گا)
بہرکیف اُس نے جب دیکھا تو جانے جی میں کیا آیا
گزر کر پاس سے آداب تعظیمی ۔ بجا لایا
حضورِ پاکؑ نے لیکن توجّہ بھی نہ فرمائی
زہے پندارِ محبوبی ۔ زہے اندازِ زیبائی
وہ یہ سمجھا کہ شاید آپ نے دیکھا نہیں مجھ کو
میرے ذوقِ مروّت کو ۔ میرے جذبِ عقیدت کو
وہ لَوٹا اور پھر آداب کہہ کر شرمسار آیا
روایت ہے گزر کر وہ وہاں سے تین بار آیا
مگر اللہ رے وہ شانِ خودداری و آگاہی
کہ شیروں کو کہاں ہے فرصتِ اندازِ روباہی
حضورِ پاکؑ نے اُس کو بُلا کر بھی نہیں دیکھا
کہ اُس سے بات کیا ۔ آنکھیں اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا

کسی نے عرض کی حضرت بصد القاب کہتا ہے
کہ وہ ہے لیکھرام اور آپ کو آداب کہتا ہے
حضورِ پاک کے چہرے پہ اندازِ غضب آئے
ہوئی ہونٹوں کو جنبش اور پھر حرکت میں لب آئے
یہ فرمایا۔ کہ یہ آداب کیا ہے۔ مدعا کیا ہے؟
وہ سمجھا بھی ہے دنیا میں فنا کیا ہے۔ بقا کیا ہے؟
میرے آقا کو گالی۔ اور مجھے آداب کیا معنی؟
زبانِ تیرگی پر پردۂ القاب۔ کیا معنی؟

اُسے کہدو۔ درِ توبہ۔ ریا سے کھل نہیں سکتا
لہو کا داغ۔ رسمی آنسوؤں سے دھل نہیں سکتا

قطعہ

مخلوق کیا ہے؟ خالق کا کردار
تخلیق کیا ہے؟ صنعتوں کا اظہار
کُل کائناتِ مشہود و محسوس
ہیں لفظِ کُن کے اظلال و آثار

قیس مینائی
کراچی

تأثرات

کیسا دن اور کیسی رات؟
تیرے بن ہے سب ظلمات
اپنے حسن کا پرتو ڈال
پھر دیکھ اپنی تجلیات
اپنے علم سے چھو کر دیکھ
میرا مرکزِ احساسات
وا ہے پردۂ گوشِ روح
دل ہے مہبطِ الہامات
واہ رے تصور گاہِ دماغ
کاشفِ سرِّ عقلیات
واہ ری تخلیقِ انساں
واہ رے حسنِ مخلوقات
واہ رے ذرّے کے جوہر
واہ رے جوہر کے ذرات
واہ ری فضاؤں کی وسعت
واہ رے خلا پر اقدامات
واہ رے مناظرِ حدِ نظر!
واہ رے جلوہ ہائے صفات
واہ رے ظہورِ خالقِ کل
واہ رے خالقِ موجودات
عشق ثبوتِ حسن وجمال
"حسن" دلیلِ ہستیِ ذات
نوکِ قلم سے آ ٹپکی
قیس کے دل میں تھی جو بات

محسوسات
(جناب نسیم سیفی کے قلم سے)

تیری رہ میں زندگی قربان ہو جائے اگر
رُوح میری تا ابد نازاں رہے اس موت پر

نورِ صبحِ جانفزا ہے دعوتِ شامِ الم
ظلمتِ شب کا تقاضا ہے کہ پیدا ہو سحر

رُوح کی بالیدگی ہو جائے اِک امرِ محال
گر نہ ہوں سیراب تیرے ذکر سے قلب و نظر

پایۂ عرشِ بریں تک گو پہنچ سکتا نہیں
نوچ لے کوئی مرے "ذہنِ رسا" کے بال و پر

رازِ ہست و بود ہے تیرے کرم کا معجزہ
اے کرم گستر! مری جاں پہ کرم ، بارِ دگر

رُک نہ جائیں روشنیٔ طبع کی جولانیاں
کر عطا ہر لفظ کو اکسیر کا زورِ اثر

چھانتے ہیں خاک صحراؤں کی شاہانِ جہاں
ہم فقیروں کی جبیں ہے اور ترا سنگِ در

اعتبارِ حسن ہے اب تک تذبذب کا شکار
عشق ہے روزِ ازل سے پُر وقار و معتبر

نام لیوانانِ لینن حملہ آور ہیں تو کیا
ہم غلامانِ محمدؐ کی محمدؐ ہے سپر

ہر نفس مرہونِ منت ہے نسیم اُس شوخ کا
ذکر سے جس کے مرا ذوقِ سخن ہے اوج پر

نئے نئے حوالے

حاصلِ مطالعہ

(جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

○ فخرِ دو عالمؐ کا آخری خطبہ ○ حضرت شاہ محمد آفاق اور حضرت شاہ نور الدہر کی دو لطیف رؤیا ○ حضرت غوث الاعظمؒ کی ایک ناقابلِ فراموش نصیحت ○ حضرت خاتم النبیینؐ کا ایک عظیم معجزہ ○ روگی مذاہب

یہ عاجز پچھلے دنوں ایک علمی مسئلہ کی تحقیق میں معروف تھا۔ اس دوران میں بعض بیش قیمت اور مفید کتابوں کی ورق گردانی کا موقعہ میسر آیا۔ مندرجہ ذیل پانچ اقتباسات جو یہاں درج ہیں اسی مطالعہ کا حاصل ہیں:-

فخرِ دو عالمؐ کا آخری خطبہ

"خاتمۃ المحققین" حضرت ابوبکر خطیب القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ فاکھانی کی کتاب "الفجر المنیر" اور سیف الدین ابن عمر کی "کتاب الفتوح" کے حوالہ سے حسبِ ذیل روایت بیان فرمائی ہے:-

"ان الانصار لما رأوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزداد وجعاً طافوا بالمسجد فدخل العباس فاعلمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بمکانھم واشفاقھم ثم دخل علیہ الفضل فاعلمہ بمثل ذالک ثم دخل علیہ علیؓ ابن ابی طالب کذالک فخرج صلی اللہ علیہ وسلم متوکئاً علیٰ علیؓ والفضل والعباس امامہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوب الراس یخط برجلیہ حتی جلس علیٰ اسفلِ مرقاۃ من المنبر وثار الناس الیہ فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ وقال یا ایھا الناس بلغنی انکم تخافون من موت نبیکم ھل خلد نبیٌ قبلی فیمن بعث الیہ فاخلد فیکم" (المواہب اللدنیہ جلد ۲ ص ۳۶۵ مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

یعنی جب انصار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے دیکھا کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم و آلہٖ [illegible] تکلیف بڑھ رہی ہے تو انہوں نے مسجد نبوی کا چکر لگانا شروع کیا۔ حضرت عباسؓ نے اندر جاکر حضور علیہ السلام کو لوگوں کی حالت اور گھبراہٹ کے متعلق اطلاع دی اور ان کے بعد حضرت فضلؓ نے بھی یہی بات عرض کی۔ بعد ازاں حضرت علی المرتضیٰؓ نے بھی حضورؐ کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے [illegible] وقت حضرت فضلؓ اور حضرت عباسؓ آگے آگے جا رہے تھے۔ حضورؐ کے سرِ مبارک پر پٹی بندھی ہوئی

تھی اور مقدس پاؤں زمین پر خط کھینچتے جا رہے تھے۔ حضور علیہ السلام منبر کی سیڑھی پر رونق افروز ہوئے۔ لوگ آپ کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے پیغمبر کی وفات سے ڈرتے ہو کیا مجھ سے قبل کوئی ایک بھی ایسا نبی ہے جو غیر طبعی طور پر لمبی عمر تک زندہ رہا ہو کہ میں غیر معمولی عرصہ تک زندہ رہوں گا۔

حضرت علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانیؒ نے آنحضورؐ کے اس فرمانِ مبارک کی مزید تشریح میں لکھا ہے:-

"وفیہ تسلیۃ لھم وتذکیر بقولہ تعالیٰ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ" (زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۶۵ مطبوعہ مطبع ازہریہ مصریہ سنہ ۱۳۲۸ھ)

یعنی ان الفاظ میں حضور علیہ السلام نے نہ صرف اپنے اصحاب کو تسلی دلائی بلکہ ان کی توجہ اُن آیات کی طرف مبذول کرائی جن میں اللہ کی طرف سے بتایا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کسی بشر کو غیر طبعی اور لمبی عمر نہیں دی گئی۔ آنحضرت محض ایک پیغمبر ہیں آپ سے قبل سب نبی وفات پا گئے اور آپ بھی وفات پانے والے ہیں۔

۲۔ حضرت شاہ محمد آفاقؒ اور حضرت شاہ نور الدہرؒ کی دو لطیف رؤیا

سلسلہ قادریہ مجددیہ کے مشہور بزرگ پیر طریقت ہادیٔ شریعت حضرت شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی مئی ۱۸۳۵ء) نے ایک بار اپنے مرید فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کو بتایا کہ:-

"ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہمارے گھر میں جاؤ۔ مجھے جاتے ہوئے شرم آئی اسلئے تامل کیا حضرت نے مکرر فرمایا کہ جاؤ ہم کہتے ہیں۔ میں گیا اندر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف رکھتی تھیں آپؓ نے سینۂ مبارک بالکل کھول کر مجھے سینے سے لگا لیا اور بہت پیار کیا۔"

جناب مولوی محمد علی صاحب مونگھیری اپنی کتاب "ارشادِ رحمانی و فضلِ یزدانی" میں اس واقعہ کو درج کرنے کے بعد حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اس سے مقصود بلا واسطہ اور بلا حجاب اپنے کمالاتِ باطنی سے فیضیاب کرنا ہے اور یہ امر ظاہر کرنا کہ حضرت مولانا مثل معصوم بچوں کے ہیں اور ہمارے پیارے ہیں اس کی نظیر شاہ نور الدہر کی حالت ہے جو ملفوظات رزاقی کے صفحہ ۹۲ میں لکھی ہے کہ حضرت عبد الرزاق بانسوی در مدح ایشاں فرمودہ اند کہ شاہ نور الدہر را دیدہ ام کہ در آغوش حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام آں چناں بازی میکند کہ اطفال در کنار مادر نمود مے سازند۔ چھوٹے بچے

جب ماں کی گود میں کھیلتے ہیں تو کبھی ماں کے کُرتے میں اپنا مُنہ چھپا لیتے ہیں کبھی ماں کا پیٹ کھولتے ہیں، سینہ پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ غرضیکہ یہ واقعہ ہمارے حضرت کے واقعے سے بہت مشابہ ہے.... یہاں یہ امر خوب یاد رہے کہ اِس قسم کے واقعات محض عالمِ روحانیات سے تعلق رکھتے ہیں وہاں جسمانی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔" (ص۵۲ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

۳۔ حضرت غوث الاعظمؒ کی ایک ناقابلِ فراموش نصیحت

حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ایک یادگار نصیحت اپنے معتقدین کو بتاریخ ۶ ارذیقعد ۵۴۵ھ (مطابق ۲ مارچ سنہ ۱۱۵۱ء) :-

"اے قوم! میری نصیحت قبول کر کیونکہ میں تمہارے لئے ناصح شفیق ہوں.... حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے لا یکمل المؤمن ایمانہٗ حتّٰی یرید لاخیہ المسلم ما یریدہ لنفسہ (ایماندار کا ایمان کامل نہیں یہاں تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو چیز اپنے لئے چاہتا ہے) یہ ہے فرمان ہمارے امیر اور سردار اور بزرگ اور بہشت کی طرف لے جانے والے کا ہمارے سفیر اور شفاعت کرنے والے نبیوں اور رسولوں اور صدیقوں کے پیشوا کا جو آدم

علیہ السلام کے زمانہ سے قیامت تک ہوں گے۔" (اردو ترجمہ "فتح الربانی والفیض الرحمانی" صفحہ ۹۴-۹۵ ناشر منزل نقشبندیہ بازار کشمیری لاہور ستمبر سنہ ۱۹۱۵ء)

۴۔ حضرت خاتم النبیینؐ ایک عظیم معجزہ

مشہور شیعہ عربی لغت "مجمع البحرین" میں زیر لفظ "آیت" لکھا ہے:-

"قال الشیخ ابو علی الآیات التی اراھا اللّٰہ لمحمدٍ حین اسری بہ الی البیت المقدس ان حشر اللّٰہ عزّ ذکرہ الاوّلین والآخرین من النبیین والمرسلین۔"

(ص۸ مطبوعہ طہران)

یعنی شیخ ابو علی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضورؐ کے سفرِ بیت المقدس میں جو معجزات دکھائے ان میں یہ بھی معجزہ دکھلایا کہ پہلے اور پچھلے سب نبیوں کو جمع کر دیا۔

حدیث یُدْفَنُ مَعِی فِی قَبْرِی اور جناب گنگوہی صاحب

الحاج محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کے قلم سے "امام ہمام قدوۃ الانام قطب العالم جنیدِ عصر نعمانِ دوران بخاری وقت حضرت مولانا الحافظ المولوی

رشید احمد محدث گنگوہی" کا ایک واقعہ :-

"کسی بحث میں مولانا شیخ محمد صاحب کی ایک تحریر حضرت کے پاس کسی شخص نے بھیجی جس میں مولانا شیخ محمد صاحب نے اس پر زور دیا تھا کہ روضۂ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں جو جگہ ایک قبر کیلئے چھوٹی ہوئی ہے اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے اور یہ امر قطعی ہے۔ اس کا منکر ایسا ہے ویسا ہے۔ حضرت مولانا نے اس پر بجائے تصدیق و تصویب کے تحریر فرما دیا کہ سارا ثبوت باحادیث و اخبار احاد ہے لہذا علم ظنی حاصل ہوگا قطعیت کا ثبوت دشوار ہے۔"

(تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۴۳-۴۴ محبوب المطابع دہلی طبع دوم)

۵- "دوگی مذہبیت"

مولانا عبید اللہ صاحب سندھی فرماتے ہیں :-

"ہم اس وقت جس مذہبیت کا شکار ہو رہے ہیں یہ مذہبیت دوگی ہو چکی ہے یہ سنی کو شیعہ سے لڑاتی ہے۔ وہابی کا دل حنفی سے میلا کرتی ہے۔ احمدی اور غیر احمدی میں نفرت ڈالتی ہے اور غیر مسلموں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بناتی ہے۔ اس مذہبیت کے طفیل انسان انسان کے خون کا پیاسا ہو گیا ہے۔ میں اس دوگی مذہبیت کو مٹانا چاہتا ہوں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ہم شاہ ولی اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں پر مسلمان بنیں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی آپس کی فرقہ پرستی مٹ جائے گی بلکہ ایک مسلمان کے دل میں اتنی وسعت پیدا ہو سکے گی کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ سیاسی اور معاشی معاملات میں پورا پورا تعاون کرے اور ان دونوں میں وحدت الوجود کا مشترک دینی فکر اساس موالات بن سکے گا۔"

(تعلیمات مولانا عبید اللہ سندھی صفحہ ۱۵ مرتبہ جناب پروفیسر محمد سرور صاحب - ناشر سندھ ساگر اکادمی لاہور)

دردمندانہ درخواست دعا

جناب مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کے فرزند سعید مکرم چودھری مسعود احمد صاحب خورشید تاجر کراچی جلسہ سالانہ سے واپسی کے وقت لودھراں اسٹیشن پر ریل سے گر پڑے پاؤں شدید زخمی ہو گئے۔ میو ہسپتال لاہور میں بائیں ٹانگ گھٹنے سے نیچے تک کاٹ دی گئی۔ علاج سے اچھے ہو گئے ہیں لیکن گھٹنے میں ابھی درد اور تکلیف سے بے چینی رہتی ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس نافع للناس اور مخلص احمدی دوست کو کامل صحت عطا فرمائے۔

معجزات کے متعلق عیسائیوں کی بدلتی ہوئی پالیسی

(مکرم مولوی محمد اعظم صاحب اکسیر مربی سلسلہ احمدیہ)

مسیحیت کے ابتدائی ایام میں مسیح یسوع کی صداقت کے سلسلہ میں انجیلی معجزات کو خاص اہمیت دی جاتی تھی۔ اور قریب قریب حق و صداقت کا معیار یہی معجزات [illegible] جاتے تھے چنانچہ اس موضوع پر بحث [illegible] طرس فرماتے ہیں:۔

"اے اسر[illegible] یں سنو کہ یسوع ناصری ایک شخص تھا جس کا خدا کی طرف سے ہونا تم پر اُن معجزات اور عجیب کاموں اور نشانوں سے ثابت ہوا جو خدا نے اس کی معرفت تم میں دکھائے؟"
(اعمال ۲۲/۲)

اسی طرح پولوس نے کہا:۔

"رسول ہونے کی علامتیں کمال صبر کے ساتھ نشانوں اور عجیب کاموں اور معجزوں کے وسیلہ سے تمہارے درمیان ظاہر ہوئیں" (۲۔ کرنتھیوں ۱۲/۱۲)

ایک دوسرے موقع پر کہا:۔

"خدا بھی اپنی مرضی کے موافق نشانوں اور عجیب کاموں اور طرح طرح کے معجزوں اور روح القدس کی نعمتوں کے ذریعہ سے اس کی گواہی دیتا رہا" (عبرانیوں ۴/۲)

خود انجیل میں وارد ہے کہ حضرت مسیح معجزات کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرتے رہے۔ (یوحنا ۱۱/۲)

مسیحی علماء کے بیانات

ابتدائی مسیحیوں کی اقتداء میں ما بعد زمانہ سے متعلق اکثر مسیحی علماء بھی مکاشفہ کے ثبوت کے لئے معجزات کی اہمیت کو پیش کرتے رہے۔ چنانچہ وہ اس عقیدہ پر زور دیتے رہے کہ:۔

"اگر یہ اغلب ہے کہ پُر حکمت اور پُر شفقت خدا اپنے آپ کو ظاہر کرے گا تو معجزے کا ہونا بھی قرین قیاس ہے۔ اس کے بغیر وہ اپنے مکاشفہ کو ثابت کیونکر کر سکتا ہے؟ ...... یہ معجزے یعنی فطرت کی معمولی یکسانیت سے تجاوز ہے کے

ذریعہ ہے کہ انسان کی توجہ کھینچی
جاتی ہے اور اسے یاد دلایا جاتا ہے
کہ کوئی اعلیٰ شخصیت اور اعلیٰ طاقت
کام کر رہی ہے۔ اگر یہ احساس ٹوٹ
جاتی تو انسان ابد تک منکر
خدا رہتا۔" (بارہ ضروری سوالات ص۲۳)

ایک دوسرے مسیحی عالم نے یہاں تک لکھا ہے کہ:-
"اگر کوئی اور مذہب قائم رہے
تو رہے لیکن مسیحی مذہب معجزات
کے انکار سے قائم نہیں رہ سکتا۔"
(معجزاتِ مسیح ص)

لیکن لوگ ہمیشہ (انجیلی بیان کے مطابق) حواریان
یسوع کی طرح کم حوصلہ اور بزدل نیز ڈرپوک نہیں
رہا کرتے کہ معمولی معمولی بات کا بتنگڑ بنا کر خود کو
خوفزدہ کرتے رہیں اور اپنے پر مفت کا خوف طاری
رکھیں خصوصاً یسوع کے اناجیل میں مذکور معجزات
پر ایمان تو محض زود اعتقادی اور باطل پرستی کی
پیداوار ہے۔ چنانچہ ایک دور آیا کہ حقیقت واشگاف
ہو جانے پر لوگ مجبور ہو گئے کہ ایسے "بے بنیاد" غیر تاریخی
اور ثبوت سے عاری معجزات کا انکار کر دیں۔ چنانچہ
خود مسیحی شارحین کو بھی ایسے معجزات کی نفی کرنی پڑی۔
ایک مسیحی مصنف لکھتا ہے:-

"یہ علمِ طبیعات کے پھیلنے ہی کا نتیجہ
ہے کہ مسیحی کلیسیا کے بہت سے شارح
مسیحی کا شعرہ کے فوق العادت اور
اعجازی عنصر کو کم قدر سمجھنے کی طرف
جھک گئے ہیں۔ چونکہ علم طبیعات
معجزوں کی بابت کچھ نہیں جانتا اسلئے
بہت سے مسیحی اپنی روح کو اپنی کہنے
سے ڈرتے ہیں اور اس طرح عمل
کرتے ہیں کہ گویا ان کی یہ خواہش
ہے کہ کاش عہد جدید میں مسیح
کے حیرت انگیز کاموں کا بیان
ہی نہ ہوتا..... جس کو خود
مسیح اور اس کے رسولوں نے
مسیحی راستی کا ثبوت اور
مصدق قرار دیا آج وہ گویا
ٹھوکر کا پتھر اور مسیحیت کو
مضطرب کرنے والا ایزادی
حصہ یا فالتو اسباب تصور
کیا جاتا ہے جو پھینک دینے
کے لائق ہے۔"
(Twelve Important
Questions P. 57)

انکارِ معجزات کی وجہ:-

درحقیقت سمجھدار مسیحی طبقہ کے اس انکار کی
معقول وجہ موجود ہے۔ اب اُن کے دل "باطل پرستی"
سے بیزار ہو رہے ہیں اور اُن کے قلوب میں ایک حرکت
جدید جنم لے رہی ہے۔

آ رہا ہے۔ اس طرف اہلِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

ایک مسیحی سکالر رقمطراز ہیں :-

"معجزات کی مخالفت ایک نیا شگوفہ ہے۔ کیونکہ کوئی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ ابھی تھوڑا عرصہ گزرا کہ ہر طرح کی زود اعتقادی اور باطل پرستی حد تک پہنچی ہوئی تھی اور ...... بعض بعض فرقوں کا قوتِ اعجاز سے انکار کرنا واقعی ...... ایک نیا واقعہ ہے۔"

(معجزاتِ مسیح صفحہ ۲۲)

اہلِ علم و معرفت حضرات کا مسیحی معجزات سے انکار مسیحی دنیا کے لئے درحقیقت ایک عظیم صدمہ ہے کیونکہ اس انکار سے فی الحقیقت پولوسیت کی تمام عمارت دھڑام سے نیچے گر جاتی ہے چنانچہ مسیحی علماء اس عظیم خطرہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ایک مسیحی عالم لکھتے ہیں :-

"معجزات کے بیان کو چاروں انجیلوں سے خارج کر دو اور پھر دیکھو کہ کس قدر مسیح باقی رہ جاتا ہے۔ معجزاتِ مسیح کی شخصیت کے جامے میں ایسی تاریں ہیں جن کو جامے کے برباد کرنے کے بغیر توڑ کر نکالنا ناممکن ہے جس عاجز اور بے قدر اور خستہ حال مسیح کو اس کی زندگی میں سے اعجازی عنصر کے نکال پھینکنے کے بعد پیش کیا جاتا ہے وہ وہی مسیح نہیں ہے جسے دنیا نے صدقِ دل سے قبول کیا ہے یا کرے گی۔ ہم ایک ہی مسیح کو جانتے ہیں اور وہ وہی مسیح ہے جو پانی پر چلا، جس نے مُردوں کو زندہ کیا اور قبروں میں سے مُردے کو آواز دے کر جلایا۔ اگر یہ واقعات نہیں ہیں تو کوئی شخص مسیح بھی نہیں ہوا" (بارہ ضروری سوالات ۶۴-۶۵)

آگے چل کر کتاب مذکور کے مصنف انتہائی حیرانی کے عالم میں بے بس ہو کر فرماتے ہیں :-

"یہ یسوع کس قسم کا آدمی تھا جس کو آج لوگ قبول کرنے اور اس کی پرستش کرنے کو تیار ہیں مگر اس کے معجزوں کو نہیں مانتے؟ وہ سب متفق ہیں کہ اس کی سیرت کامل تھی۔ وہ کس قسم کی کامل سیرت ہوگی کہ وہ معجزے دکھانے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ اس نے دکھائے ہی نہیں"

(ایضاً صفحہ ۶۸)

عظیم تغیر :-

ہمارے دور میں "کاسر الصلیب" کے ظہور

اور صلیبی عقائد کے پاش پاش ہونے کے وقت کی آمد پر مسیحی حضرات دیگر عقائد کی طرح معجزات کے متعلق بھی اپنی "پالیسی" بدلنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ زمانہ حال کے ایک مسیحی محقق پادری ایل بیون جونس صاحب پرنسپل ہنری مارٹن مدرسۂ اسلامیات لدھیانہ اپنی مشہور تالیف "Christianity Explained to Muslims" میں مسیح کے معجزات پر بحث کے دوران لکھتے ہیں:-

"معجزاتِ مسیح کے متعلق ایک دقت یہ ہے کہ عرصے سے مسیحیوں نے انہیں مذہب کی بُنیادی باتوں میں شمار کیا ہے اور انہیں ایسی نشانیاں قرار دیا ہے جو مسیحیت کی سچائی پر حجت ہیں یا یوں کہیے کہ اس کی حقانیت کے گویا مفید ثبوت ہیں۔

جب کبھی مسیحی مذہب کی سچائی ثابت کرنے کی کوشش معجزات کی بنا پر کی جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ مذہب کی حقانیت کی بنیاد کمزور ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اس قسم کے دلائل مسیحیت کی حمایت میں پیش کئے جا چکے ہیں مثلاً ہم پڑھتے ہیں کہ ۸۷۳ء میں ابن طولون کی ایک مسیحی راہبہ سے ملاقات ہوئی جس نے بلا دریغ یہ اقرار کیا کہ مسیحیت عقلی دلائل سے بالکل معرا ہے۔ اس کے خیال میں سمجھدار لوگوں نے اس مذہب کو محض معجزات کی بنا پر قبول کیا تھا جن کے سمجھنے سے عقل معذور تھی۔"

آگے لکھتے ہیں:-

"لیکن آج مسیحی نقطۂ نگاہ اس مسئلہ کے متعلق بالکل بدل چکا ہے مسیحیت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے خداوند یسوع مسیح کے معجزات کا سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی ہم آپ کی الوہیت کے ثبوت کے لئے ان کے محتاج ہیں۔"

(کتاب مذکور اردو ایڈیشن صفحہ ۱۹۳-۱۹۴ ترجمہ از پادری جان سبحان صاحب شائع کردہ ریلیجس بک سوسائٹی لاہور)

معجزاتِ مسیح کی تحقیق :-

مذکورہ بالا مصنف آگے چل کر بیان کرتے ہیں:-

"لیکن قرونِ وسطیٰ میں معجزہ کے متعلق یہ نقطۂ نگاہ مفقود ہو گیا جس کا سبب یہ ہے کہ ایک خاص قسم کے معجزے اولیاء اور زیارت گاہوں سے منسوب کئے جانے لگے اور یوں

خداوند یسوع مسیح کے معجزات میں بھی ایسی
باتیں تصور کرنے لگے جو تواریخی اعتبار سے
درست نہیں تھیں ... اور وہ ان معجزات کو
خداوند یسوع مسیح کی رسالت کی اسناد میں اور
آپ کی الوہیت پر کلیسیائی عقیدہ کی تائید
میں پیش کرنے لگے۔ یہ طریقہ استدلال
فی الحقیقت کمزور تھا اور اٹھارویں صدی
میں جب عقلیات کا دور شروع ہوا اور
کلیسیا کو متشککین کا مقابلہ کرنا پڑا تو اس
طریقۂ استدلال کی کمزوری بھی کلیسیا پر
ظاہر ہو گئی اور تب معجزات کی حمایت
کلیسیا کے لئے بجائے باعثِ فخر
ہونے کے ایک بوجھ ثابت ہوا۔"

(ایضاً صفحہ ۱۹۴-۱۹۵)

ایک دوسری مشہور کتاب میں لکھا ہے:-

"اس موقعہ پر بھی ہم صفائی سے سمجھ
لیں اور صاف دلی کے ساتھ مان لینے
کو تیار ہیں کہ مسیحیت کو ثابت کرنے کیلئے
مسیح کے معجزات کا سہارا ڈھونڈنے کی
کوئی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ بیشتر ہوتا
رہا ہے اور نہ اس کی الوہیت کے ثبوت
کے لئے ہم ان کے محتاج ہیں۔ مسیحیت کے
دعویٰ کا ثبوت معجزات کی بجائے اور
باتوں میں پایا جاتا ہے۔"

(اہل مسجد صفحہ ۳۷۹)

پیش آمدہ مشکل کا حل:-

پادری ایل۔ بیون جونس صاحب معجزات کے
انکار سے متعلق مسیحی شرکا کے بڑھتے ہوئے خیالات کے
پیش نظر کلیسیا کو پیش آمدہ مشکل کا حل یوں بیان کرتے ہیں:-

"اگر خداوند یسوع مسیح کے ان معجزات
کے متعلق جن کا تعلق فطرت کی قوتوں سے
ہے ہم اس خیال کو ملحوظ خاطر رکھیں تو ہماری
ذہنی دقّت بہت کچھ حل ہو جائیگی کہ ان کا
تعلق اس قسم کے واقعات سے ہے جو
ہماری دعاؤں کے جواب میں اب بھی خدا کی
طرف سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں"

(مسیحی دین کا بیان صفحہ ۱۹۷)

اسی مضمون و مفہوم پر مشتمل ایک اور حوالہ ہے
کتاب "اہل مسجد" کے صفحہ ۳۷۹ پر لکھا ہے:-

"مغرب کے انتہا پسند نکتہ چین بھی ہمارے
زمانہ میں مسیح کے شفا بخش کاموں کے بیان
کو جن میں بدروحوں کا نکالنا بھی شامل ہے
صحیح ماننے کو تیار ہیں لیکن وہ انہیں معجزات
نہیں کہتے"

قدیم نظریہ:-

ان جدید تاویلات کے بالمقابل قدیم بزرگوں
کے خیالات بالکل مختلف تھے وہ معجزات اور دیگر
کاموں کے لحاظ سے مسیح کی شخصیت کے بارہ میں عیاں لفظ

کر نہیں خاص حظ محسوس کرتے تھے۔ چنانچہ مشہور تصنیف The living Christ and the Four Gospels میں (جو کہ معروف مسیحی محقق ڈاکٹر آر ڈبلیو ڈیل صاحب ایل-ایل-ڈی کی تصنیف ہے) مرقوم ہے:-

"مسٹر امرسن ایک جگہ کہتے ہیں کہ مسیحی لوگ ایک نفرت انگیز صورت میں مسیح کی شخصیت کے بارے میں مبالغہ کرتے ہیں" پر ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر مسیحی کلیسیا اس سے بھی وہ چند زیادہ مبالغہ کے ساتھ اپنے تئیں اس پر سے نثار کر دیتی تو اس کے لئے اچھا ہوتا۔ وہ زیادہ مضبوط اور زیادہ مبارک ہو جاتی۔" (کتاب مذکور ص۷ ترجمہ از پادری طالب الدین صاحب بی-اے)

روائتی معجزوں کی حقیقت:-

اس موقعہ پر مناسب ہوگا اگر کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ارشاد اناجیل اور مسیحی [illegible] کے بیان کردہ روایتی معجزات کے متعلق درج کر دیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اگر گزشتہ معجزات جو محض قصوں کے رنگ میں ہیں پیش کئے جائیں تو اول ہر ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ خدا جانے ان کی اصل حقیقت کیا ہے اور کس قدر مبالغہ ہے؟ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مبالغہ کرنا انجیل نویسوں کی عادت میں داخل تھا۔ چنانچہ ایک انجیل میں یہ فقرہ موجود ہے کہ مسیح نے اتنے کام کئے کہ اگر وہ لکھے جاتے تو دنیا میں سما نہ سکتے۔ اب دیکھو کہ وہ کام بغیر لکھنے کے تو دنیا میں سما گئے لیکن لکھنے کی حالت میں وہ دنیا میں نہیں سمائیں گے۔ یہ کس قسم کا فلسفہ اور کس قسم کی منطق ہے، کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟"

(لیکچر لاہور ص۱۸)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

"یہ بے ہودہ قصے ہیں جن پر خدائی کا شہتیر رکھا گیا ہے مگر وقت آتا ہے بلکہ آگیا ہے کہ جس طرح روئی کو دھنکا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ ان تمام قصوں کو ذرہ ذرہ کرکے اڑا دے گا۔"

(سراج منیر ص۶۳)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

قطعات

(جناب حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی۔ ربوہ)

خستہ حالت نہ رہے پھر سے بھائی تیری
جلد ہو بندِ حوادث سے رہائی تیری
غم نہ کر اس کا کہ دشمن ہے زمانہ تیرا
تو خدا کا ہو تو پھر ساری خدائی تیری

خالقِ شمس و قمر! مالکِ ہر بحر و بر
میرے اوپر بھی ہو یارب کبھی رحمت کی نظر
فاسق و فاجر و عاصی ہوں خطاکار ہوں مگر
بر مَن مَنگر بر کرمِ خویش نگر

نہ کاغذ نہ پنسل نہ ہے پاس نب
نہ آتی ہے حکمت مجھے اور نہ طب
مگر اپنے بندے کو دیتا ہے وہ
وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

یا حفیظ و یا عزیز و یا رفیق
اعطنی کأساً دِھاقاً من رحیق
یا حفیظ و یا عزیز و یا رفیق
کُن مرا در بحرِ رحمتہا غریق

انوارِ خلافت

(مکرم مولوی مبشر احمد صاحب راجیکی)

تعالی اللہ علمدارِ خلافت
بہر جانب ہیں انصارِ خلافت

دلِ ناصر ہیں اسرارِ الٰہی
رُخِ ناصر پہ انوارِ خلافت

تملّق سے تکبّر سے تصنّع سے
الگ سب سے ہے گفتارِ خلافت

سراپا حُسن ہے یکسر ہے احساں
کہوں کیا تجھ سے کردارِ خلافت

خدا کا وصل کشتِ دیں کا حاصل
خدا کی ذات غمخوارِ خلافت

دعائیں، شب نشینی، سجدہ ریزی
یہی ہے راہِ دلدارِ خلافت

نبوّت کی حقیقت جو نہ سمجھے
وہ کیا سمجھیں گے اسرارِ خلافت

خلافت ہے نبوّت کی نگہباں
نبوّت ہے نگہدارِ خلافت

بجا لائیں نہ کیوں شکرِ الٰہی
ملا ہے دُرِّ شہوارِ خلافت

بہر لحظہ ہے دیں کا بول بالا
بہر سُو ہیں فدا کارِ خلافت

ادب گاہِ محبّت میں مبشّر
نظر آتے ہیں انوارِ خلافت

گورونانک جی کی تصاویر

(محترم جناب گیانی عباد اللہ صاحب کے قلم سے)

سکھ تاریخ سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ دنیا میں وقتاً فوقتاً سری گورونانک جی کی تصاویر بھی تیار کی جاتی رہی ہیں اور بعض تصاویر تو سکھ گورو صاحبان کے پاس بھی تھیں۔ ان تصاویر میں بعض ایسی تصاویر بھی تھیں جن سے گورو جی کا اسلام سے تعلق ثابت ہوتا تھا۔ سکھ مؤرخین کو یہ مسلم ہے کہ گورو جی ایک مسلمان کے لباس میں مکہ معظمہ کا حج کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور گورو جی کی ایسی تصاویر بھی بنائی گئیں جن میں اُن کو حاجیوں کے لباس میں دکھلایا گیا تھا جیسا کہ ایک سکھ ودوان سنت تہل سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ:-

"سری گورو ہمیش جی دے پاس
سمیت آپنی تصویر کے نو گورواں
دیاں اصلی تصویراں سن۔ جو ساریاں
ہی اُوپر کہے دیوانا ں (دیوان بھائی
کشنا۔ بھائی دُنی چند وغیرہ) کو
بخش دتیاں اتے ..... اِک تصویر
سری گورو نانک دیو جی کی مکے
دے حاجی بن کے جان والی بھی
اُن تصویراں میں ہے"۔
(نانگ مالا صفحہ ۱۱۴۰/۱۱)

اب ظاہر ہے کہ گورو جی کے حاجیوں والے لباس کی بھی تصویر ہو سکتی ہے جس لباس کا ذکر مشہور سکھ بزرگ بھائی گورداس جی نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے کہ:-

بابا پھیر مکے گیا نیل بستر دھارے بنواری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلے دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری
(واریکم۔ پوڑی)

جس کی تشریح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان فرمائی ہے:-

"یہ طریق کہ نیلے کپڑے پہننا اور عصا ہاتھ میں لینا اور کوزہ اور مصلے ساتھ رکھنا اور قرآن بغل میں لٹکانا اور خانہ کعبہ کا قصد کر کے ہزاروں کوس کی مسافت قطع کر کے جانا اور وہاں مسجد میں جا کر قیام کرنا اور بانگ دینا۔ کیا یہ نشان مسلمانوں کے ہیں یا ہندوؤں کے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان بحالت حج کے لئے

نیلے کپڑے پہن کر جایا کرتے ہیں عصاء بھی مسلمانوں کا شعار ہے اور مصلّے ساتھ رکھنا نمازیوں کا کام ہے اور قرآن شریف ساتھ لینا نیک بخت مسلمانوں کا طریق ہے۔ اگر کہو کہ یہ لباس اور یہ طریق مکر اور فریب سے اختیار کیا تھا تو تم آپ ہی منصف بن کر جواب دو کہ کیا تمہارا نورِ قلب اور کانشنس بابا نانک صاحب کی نسبت یہ بات جائز رکھتا ہے کہ انہوں نے باوجود اس یکرنگی کے جو خدا تعالیٰ کے لئے اختیار کی تھی پھر مکر اور فریب کے طریق کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا اور بہروپیوں کی طرح باہر سے مسلمان بن کر اور اندر سے ہندو رہ کر حاجیوں کے ساتھ مل کر مکہ میں چلے گئے۔"

(ست بچن ص۵ حاشیہ)

جنم ساکھی سے یہ امر واضح ہے کہ گورو جی کے زمانہ میں عموماً صوفیائے کرام اسی قسم کا لباس پہن کر مکے شریف جایا کرتے تھے جیسا کہ سید جلال دین صاحب کے مکہ معظمہ جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"سید صاحب نے ایک قبا پہنی۔ سر پر کلاہ رکھی۔ ایک ہاتھ میں عصاء اور دوسرے میں وضو کرنے کے لئے کوزہ پکڑا اور پاؤں میں کونس (کفش) پہنی۔ قرآن بغل میں دبایا اور چل نکلا۔" (جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۵۲۲

جنم ساکھی بھائی بالا گورمکھی ص۴۶۶)

اور گورو نانک جی سے متعلق مرقوم ہے کہ:-

"گورو صاحب نے مکہ کے پاس آ کر حاجیوں کی صورت بنائی۔ نیلے کپڑے پہنے۔ ایک ہاتھ میں تسبیح پکڑی۔ سر پر مصلّے اٹھایا۔ بغل میں قرآن دبایا۔ فقیر حاجی بن کر مکہ کی مسجد میں جا بیٹھے کلام اللہ کی سورتیں پڑھنے لگے۔"

(جنم ساکھی بھائی بالا اردو ص۱۷۹)

اسی طرح امرت سر سے شائع ہونیوالے ایک ہفتہ وار سکھ اخبار "سچا ڈھنڈورہ" (گورمکھی) نے ۱۹۲۵ء میں جو گورو نانک نمبر شائع کیا تھا اس میں گورو جی کی لیتھوگرافی کی بعض ایسی تصاویر دی گئی تھیں جن میں قرآن شریف کی مقدس آیات والا چولہ گورو جی کو پہنایا ہوا دکھایا گیا تھا۔ اور جنم ساکھی کے بقول ایک ظالم بادشاہ نے گورو جی سے یہ چولہ چھیننے کے لئے گورو جی کو جو تکالیف دی تھیں (مثلاً پہاڑ سے نیچے گرانا، دریا میں بہلانے کی کوشش کرنا۔ وغیرہ وغیرہ) وہ مناظر ان تصاویر میں پیش کئے گئے تھے۔

ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:-

"میں نے ایک تصویر دیکھی ہے جس

وچ گورونانک دے سرٹوپی دکھائی
ہے۔" (خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جولائی
اگست ۱۹۶۲ء)

یاد رہے کہ مشہور سکھ پودوان بھائی سنتوکھ سنگھ جی نے لکھا ہے کہ جب گورونانک جی نے مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا تھا تو علاوہ اسلامی لباس پہننے کے سر پر ٹوپی بھی اختیار کی تھی جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ :-

نیل بستر لے پہر سریرا
کانکھ کتابہے گمئے گبیرا
اوچی کلاہ دھری تج سینگ
عصا ہاتھ پیچھے جگہ لینگ
(نانک پرکاش پوربار دھ ادھیائے ۵۷)

ممکن ہے کہ یہ تصویر کچھ اس قسم کی ہی ہو۔ بھائی سنتوکھ سنگھ کے مندرجہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہے کہ گوروجی جب مکہ معظمہ گئے تھے تو آپ نے ٹوپی پہنی تھی۔

حال ہی میں سکھ دنیا نے گورونانک جی کا پانچ سوسالہ جنم دن بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے منایا ہے۔ حکومت پاکستان نے بھی اس موقعہ پر گوروجی کی یہ سالگرہ منانے کے لئے دس لاکھ سے زائد روپیہ خرچ کیا تھا۔ اس گورپورب کے موقعہ پر تمام سکھ اخباروں نے خاص نمبر شائع کئے اور ان میں گوروجی کی مختلف تصاویر بھی دی گئیں۔ جالندھر سے شائع ہونے والے ایک موقر جریدہ روزانہ اجیت نے بھی اس موقعہ پر $\frac{30 \times 20}{2}$ کے سائز پر ۱۰۸ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم اور شاندار نمبر شائع کیا۔ اس کے صفحہ ۹۰ پر گوروجی کی ایک تصویر چولہ پہنے دی گئی ہے جس کے نیچے یہ الفاظ درج ہیں کہ :-

قرآن دیاں آئتاں انکت چولہ پائی
یعنی۔ "قرآن شریف کی آیات والا چولہ پہنے"

یہاں یہ بیان کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ نومبر ۱۹۶۹ء میں جو سکھ گورونانک جی کا پانچصد سالہ جنم دن منانے کے لئے پاکستان آئے ان میں مشہور سکھ لیڈر گیانی کرتار سنگھ جی بھی تھے۔ انہوں نے گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب میں جو تقریر کی اس میں یہ بھی بیان کیا کہ گورونانک جی کے دو چولے سکھوں کے پاس موجود ہیں اور ان دونوں پر قرآن مجید کی آیات درج ہیں۔ ایک چولہ تو ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں موجود ہے اور دوسرا ضلع امرتسر کے ایک گاؤں چولہ میں محفوظ ہے۔ گیانی جی نے اپنی تقریر میں یہ بھی بیان کیا کہ اس گاؤں کا نام چولہ اسی مقدس چولہ صاحب کی وجہ سے ہی مشہور ہوا ہے۔

ڈیرہ بابا نانک کے چولہ سے متعلق تو پراچین سکھ کتب میں یہ مرقوم ہے کہ یہ گوروجی کو اپنے رب العزت کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا۔ چنانچہ گورو گرنتھ کوش میں یہ مرقوم ہے کہ :-

"گوربانی وچ پہنایا جانا گورونانک
نوں درگاہ وچ قبا ملنا۔ آدذکر ہن۔"
(گورو گرنتھ کوش صفحہ ۔۔۔)

گویا کہ گورو جی کے اپنے کلام میں بھی انہیں غیبی چولہ ملنے کا ذکر ہے۔ مشہور سکھ بزرگ پنڈت تارا سنگھ جی نروتم نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:-

" عیش ولایت موں دین موں
لیا نے بیت ایک بادشاہ نے
گورو نانک جی کو پہرایا تھا"
(گورتیرتھ سنگرہ صفحہ ۲۳۳)

اگر گورو جی کے موجودہ دو قرآنی چولوں کے پیش نظر ان حوالہ جات پر غور کیا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ ڈیرہ بابا نانک والا چولہ تو وہ ہے جو گورو جی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور خلعت کے ملا تھا۔ اور موضع چولہ ضلع امرت سر والا دوسرا چولہ ہے جو بقول پنڈت تارا سنگھ جی نروتم گورو جی کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کرتے وقت پہنایا گیا تھا۔ گو "نروتم" جی نے اسی چولہ کو ڈیرہ بابا نانک صاحب والا چولہ بیان کیا ہے لیکن پراچین سکھ کتب میں ڈیرہ بابا نانک والے چولہ سے متعلق یہی مذکور ہے کہ یہ گورو جی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خلعت ملا تھا۔ الغرض گورو جی کو اسلام میں داخل کرنے کی رسم ادا کرتے وقت جو چولہ پہنایا گیا تھا وہ دوسرا چولہ ہی ہو سکتا ہے جو بقول گیانی کرتار سنگھ جی موضع چولہ ضلع امرت سر میں موجود ہے اور اس پر بھی قرآن شریف کی آیات درج ہیں۔ اور دونوں چولے گورو جی کے اسلام کا ثبوت ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ڈیرہ بابا نانک والا چولہ ۱۸۹۵ء میں منظر عام پر آیا جبکہ حضور نے اپنی کتاب ست بچن میں اس کا خاکہ شائع فرمایا۔ حضور نے اس کی اشاعت سے قبل خود ڈیرہ بابا نانک جا کر اسے دیکھا اور اس پر درج مختلف آیات نوٹ فرمائیں اور پھر اس کی اشاعت کی۔

سوانح عمری پنڈت لیکھرام مصنفہ پنڈت گنڈا رام میں مرقوم ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے اس چولہ کا خاکہ شائع کیا اور اسے گورو جی کے اسلام کی ایک زبردست دلیل قرار دیا تو بعض سکھ پنڈت لیکھرام کے پاس گئے اور حضور کی کتاب "ست بچن" کا جواب لکھنے کے لئے کہا۔ جیسا کہ مرقوم ہے کہ:-

" ذکر اذکار کرتے ہوئے (لیکھرام) نے کہا کہ مرزا (صاحب) قادیان نے اس چولہ کی جو گورو نانک کے ساتھ ہمراہ لائے تھے کچھ روپے دے کر مہنت سے لیکر اس پر سے عربی آیات وغیرہ کی نقل کر لی ہے۔ اب مرزا صاحب گورو نانک جی کو مسلمان قرار دیتے ہیں۔ مجھے معزز سکھوں نے کہا تھا کہ آپ اس کا جواب تحریر کریں تو میں نے ان سے یہ شرط پیش کی کہ آپ مہنت مذکور سے چولہ لیکر میرے حوالہ کریں میں جلسہ کر کے روبرو سب عام لوگوں کے اس چولہ کو ماچس لگا کر جلا دوں گا۔

پھر جواب لکھوں گا۔ انہوں نے
بہنت مذکور سے چولہ لینے کی معذوری
ظاہر کی اور مَیں نے خاموشی اختیار
کی۔" (سوانحعمری پنڈت لیکھرام
آریہ مسافر و تاریخ آریہ سماج ص۱۰۱)

قطع نظر اس کے کہ پنڈت لیکھرام کے پاس سکھ گئے یا نہیں گئے اور انہوں نے ست بچن کا جواب لکھنے کی انہیں کوئی درخواست کی یا نہیں کی اس سے ایک حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ پنڈت لیکھرام ایسا معاندِ اسلام بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتا تھا کہ جب تک یہ قرآن مجید کی آیات والا چولہ اس دنیا میں موجود ہے گورو جی کو اسلام سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی وجہ سے اس نے سکھوں کو اس کے تلف کرنے کی تلقین کی مگر یہ چولہ تلف نہ ہو سکا۔ البتہ سکھ دوانوں نے بعد کو اس چولہ صاحب سے متعلق متعدد متضاد روایات سکھ کتب میں داخل ضرور کر دیں تا کہ وہ اسے مشتبہ کر سکیں۔ مگر اس سے بھی ان کی کمزوری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فتح ہی ثابت ہوئی۔ بہر حال اب بھی مارچ میں اس چولہ کا سالانہ میلہ ہر سال بہت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں دُور دراز کے علاقوں سے سکھ اس میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔ اس میلہ کے موقعہ پر اس مقدس چولہ کو شیشے کی ایک الماری میں دکھایا جاتا ہے اور عقیدتمند لوگ اس کے درشن کرکے تسکینِ قلب حاصل کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورو جی کو اپنے مسلمان مرشد سے چولہ ملنے کا بھی ذکر فرمایا ہے جیسا کہ حضورؑ کا ارشاد ہے کہ:۔

"پس یہ بات سچ ہے کہ باوا صاحب
کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان
کو دیا تھا۔" (نزول المسیح ص۲۰۵)

اور گورو جی کے مرشد کا مسلمان ہونا تو اب خود سکھ ودوان بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ مشہور سکھ پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں کہ:۔

"میرے دند جُھڑ گئے اِک سکھ
پروفیسر دے مونہوں ایہہ سُن کے
ایس وچ کسے شک دی گنجائش نہیں
کہ ..... گورو نانک دا گورو مسلمان
فقیر مرادسی۔ اک سکھ پروفیسر نے
بڑے فخر تے مان نال مینوں ایہہ
دوو تا بھری کھوج سُنائی۔
(دھرم تے سداچار ص۱۳۲)

ایک اور سکھ ودوان ست اندر سنگھ جی چکرورتی نے بیان کیا ہے کہ:۔

"ایک نوجوان سجن سردار مہر سنگھ
جی ایم۔ اے ہن۔ اوہناں نے
کہن انوسار سری گورو نانک دیوجی
دا مرشد بھاو گورو بغداد دا مسلمان
پیر (مراد) سی۔ ایس ... وچ
آپ ۶ سال ...

داسبق سکھدے رہے۔"

(اجیت جالندھر گورو نانک نمبر نومبر ۱۹۶۹ء
واکالی پتر کا جالندھر نرنکاری ایڈیشن ۱۹۶۹ء)

الغرض گورو نانک جی کے دونوں چولے ان کے اسلام کی وضاحت کر رہے ہیں اور یہ دونوں کے دونوں سکھوں کے پاس آج بھی محفوظ ہیں جیسا کہ گیانی کرتار سنگھ جی نے گوردوارہ جنم استھان ننکانہ صاحب میں بیان کیا ہے۔

پٹیالہ یونیورسٹی پٹیالہ اور گورو نانک جی کی تصاویر

پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ نے یہ کوشش کی تھی کہ گورونانک جی کے پانصد سالہ جنم دن کے موقعہ پر گوروجی کی پرانی تصاویر کی روشنی میں ایک تصویر تیار کروائی جائے لیکن وہ ایک ہزار سے زائد تصاویر جمع کرنے کے بعد بھی اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی۔ ایک سکھ ودوان ایس۔ ایس۔ دوسانجھ نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"گورو نانک جی دا سروپ ہے
پوری طرح چتریا نہیں جا سکیا۔
اجے تک اوہناں بارے کھوج ہو رہی
ہے۔ کوئی چترا ایہے اوہناں دی صحیح
شخصیت پرگٹ نہیں سکیا۔ پنجابی
یونیورسٹی دے ایس پاسے جتن
ادھورے ہن۔" (اجیت جالندھر صفحہ ۵۹
گورونانک نمبر ۱۹۶۹ء)

اس سے واضح ہے کہ سکھوں کے پاس گورو نانک جی کی جو مروجہ تصاویر ہیں وہ ان کی اصل شخصیت کو واضح نہیں کر رہیں۔ وہ محض ان کے اپنے ذاتی خیالات اور تصورات پر مبنی ہیں جن کا گوروجی کی ذات اور صفات وغیرہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اور اس تعلق میں پنجابی یونیورسٹی کی کوششیں بھی بار آور نہ ہو سکیں کیونکہ وہ نامکمل اور ادھوری رہیں۔

سردار ایس۔ ایس۔ دوسانجھ نے اپنے اس مضمون میں یہ امر بھی بیان کیا ہے کہ:۔

"پنجابی یونیورسٹی نے ایک ہزار
توں ودھ اتے منوہر سنگھ مارکو نے
دو ہزار دے لگ بھگ گورونانک
دے پوراتن چتر وکھ وکھ تھاواں
توں اکٹھے کیتے ہن۔ ایہناں پوراتن
چتراں وچ گورونانک دے نین
نقش اتے پہراوا اجوکے کیلنڈراں
تے چتراں نالوں بالکل وکھرا ہے۔
پنجابی یونیورسٹی ہزاراں روپے
برباد کر کے اس سٹے اُتے پہنچی ہے
کہ گورونانک دے پوراتن
چتراں نوں سامنے لیاں نال
لوک من وچ بیٹھا گورونانک
دا چتر وگڑدا ہے۔" (اجیت جالندھر صفحہ ۵۹
گورونانک نمبر ۱۹۶۹ء)

یعنی پنجابی یونیورسٹی ایک ہزار سے زائد گورو نانک جی کی پرانی تصاویر جمع کرنے اور ہزاروں روپے برباد کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ گورو نانک جی کی کوئی پرانی تصویر سامنے لانے سے لوگوں کے دلوں میں گورو نانک جی کی سمائی ہوئی موجودہ تصویر بگڑتی ہے۔

اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ دنیا میں فی زمانہ گوروجی کی جو موجودہ تصاویر پائی جاتی ہیں انہیں گوروجی کی پرانی تصاویر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ الغرض سکھ دنیا نے فی زمانہ اپنے خیالات اور عقائد کے پیشِ نظر گوروجی کی جو تصاویر بنائی ہوئی ہیں اور جن کی وہ اشاعت کر رہے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ گوروجی کی وہ پرانی تصاویر جو خود سکھ گورو صاحبان کے زمانہ میں اور ان کے ایماء پر تیار ہوئیں ان کا ساتھ نہیں دے رہیں اور سکھوں کے موجودہ خیالات اور عقائد خود سکھ ودوانوں کے نزدیک ہی گوروجی کی مقدس بانی سے کوسوں دور ہیں۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:۔

"پرچلت سکھ دھرم گورو نانک
صاحب دی سکھیا ..... دے
جہڑی گورو گرنتھ صاحب 'چ درج
ہے نرا نوسار ہی نہیں سگوں اوہناں
دی سپرٹ دے عین الٹ ہے۔"

(رسالہ پریت لڑی جنوری ۱۹۳۷ء)

گویا کہ بقول سکھ ودوانوں کے سکھ دنیا میں نہ تو گوروجی کی کوئی صحیح تصویر ہی ہے اور نہ ان کے موجودہ خیالات اور عقائد ہی گوروجی کی مقدس بانی کے مطابق ہیں بلکہ عین اس کے برعکس ہیں۔

الفرقان کے آخری صفحہ پر جو تصویر دی گئی ہے وہ گوروجی اور بھائی مردانہ کی ہے۔ گوروجی ایک تخت پوش پر تشریف فرما ہیں اور بھائی مردانہ آپ کے سامنے فرش پر بیٹھا رباب بجا رہا ہے۔ یہ تصویر جالندھر سے شائع ہونے والے موقر سکھ جریدہ اجیت نے اپنے گورو نانک نمبر ۱۹۶۹ء کے صفحہ ۵۹ پر دی ہے۔ اس تصویر سے جہاں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ سکھ دنیا میں گوروجی کی جو تصاویر رائج ہیں وہ اس سے بہت مختلف ہیں وہاں اس سے گوروجی کے اسلام پر بھی مُہر ثبت ہو رہی ہے کیونکہ اس تصویر کو دیکھ کر ہر شخص کے دل کی گہرائیوں سے خود بخود یہ آواز نکلے گی کہ:۔

"باوا صاحب کا اسلام ایک
چمکدار ستارہ کی طرح ہے جو
کسی طرح چھپ نہیں سکتا"

(تریاق القلوب صفحہ ۱)

16

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی کا ذکر خیر

ایک مخلصانہ خط اور ایک خواب

حضرت مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے آپ ۱۹۰۱ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔

خط

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت آپ بیر یوالہ میں تھے۔ وہاں ڈاک اور اطلاع دیر سے ملتی تھی۔ آپؓ کا ذیل کا خط جو آپ نے اطلاع ملتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کے نام لکھا تھا وہ آپؓ کی مومنانہ فراست پر دلیل ہے:-

"بندہ ابھی تک اس بات سے بے خبر ہے کہ خلافت کا کیا فیصلہ ہوا ہے گو میرا ایمان ہے کہ دفن سے پہلے ہی بفضلہ تعالیٰ بکمال خیر و خوبی خلیفہ بالاتفاق مقرر ہو گیا ہو گا۔ مگر یہ بھی آرزو ہے کہ میں اس خلیفہ کی بیعت کرنے میں بھی جلدی کروں اور پیچھے نہ رہ جاؤں۔ تو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت کے الفاظ پر مکرر غور و خوص کر کے آپ کو ہی ان کی جانشینی کے قابل پایا ہے۔ اس واسطے اگر حضور نے منصبِ خلافت کو منظور فرما لیا ہے تو میری اور متبعین کی بیعت منظور فرمائی جاوے۔

محمد عبداللہ منشی ضلعداری بیر یوالہ
(الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

خواب

"عاجز کو پچھلے دنوں میں ایک خواب آیا تھا کہ میرا اوپر کا سامنے کا ایک دانت (درمیانی دو دانت چھوڑ کر بائیں طرف کا ساتھ کا دانت) ہلتا ہے۔ پھر میں نے انگلی سے پکڑا اور ہلایا تو اکھڑ گیا۔ اس خواب سے مجھے بہت فکر ہو رہا ہے۔ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کے اثر بد سے محفوظ رکھے اور میری دینی اور دنیوی مشکلات کے حل کے واسطے اور میری اولاد اور متعلقین کے نیک اور صالح ہونے کے واسطے دعا فرماویں۔ نیز یہ بھی کہ عاجز کو اللہ تعالیٰ زمرۂ صالحین میں داخل فرماوے اور دینی خدمت خالصۃً للہ کرنے کی توفیق دیوے۔ خاکسار محمد عبداللہ احمدی بوتالوی ملازم محکمہ نہر سرگودہ $\frac{1}{19}$-۳۰"

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح از قلم خود: "اگر دانت زمین پر گر نہیں گیا اور صاف تھا سڑا ہوا نہ تھا تو خواب بری نہیں۔"

"یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ لَا اَعْرِفُکَ"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

فریق لاہور کے احباب سے ایک دردمندانہ درخواست!

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدہا مرتبہ نبی اور رسول کے نام سے مخاطب فرمایا جن میں سے بزبانِ زمین یعنی اہلِ زمین کی زبان سے حضورؑ پر ایک الہام نازل ہوا کہ زمین کہتی ہے یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفك کہ ایک عرصہ کے بعد جب اہلِ زمین آپ کو شناخت کر لیں گے تو نہایت حسرت سے کہیں گے یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفك کہ آپ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں افسوس کہ ہم اب تک آپ کو شناخت نہ کر سکے۔ اسی مفہوم کو حضور علیہ السلام نے اپنے فارسی شعر میں یوں ادا فرمایا ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقامِ من
روزے بگریہ یاد کنند وقتِ خوشترم

صدہا مرتبہ لفظ نبی اور رسول

اپنے اُوپر نازل ہونے والی وحیٔ الٰہی میں لفظ نبی اور رسول کے ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں بلکہ اسوقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

الہام یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفك کا نزول

زیرِ نظر الہام فروری ۱۹۰۶ء میں نازل ہوا ہے۔ سلسلہ کے اخبارات بدر اور الحکم میں بھی یہ شائع ہوا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں اپنے مجموعہ الہامات میں بھی شائع

فرمایا ہے۔ ہم اخبارات کے حوالے اور حقیقۃ الوحی کا
اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ترجمہ سمیت
ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) ۸ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ تازہ الہام۔
زمین کہتی ہے۔
یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک
(اخبار بدر ۹ فروری سنہ ۱۹۰۶ء)

(۲) ۸ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء۔ زمین کہتی ہے۔
یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک۔
ترجمہ: اے اللہ کے نبی میں تجھے نہیں
پہچانتی تھی۔
(الحکم ۱۰ر فروری سنہ ۱۹۰۶ء)

(۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود اپنے قلم سے
یہ الہامات مع ترجمہ یوں شائع فرماتے ہیں۔
"تریٰ نصراً عجیباً ۔ و یخرّون
علی الاذقان ۔ ربنا اغفر لنا
ذنوبنا انا کنا خاطئین ۔
یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک ۔
لا تثریب علیکم الیوم یغفر
اللّٰہ لکم و ھو ارحم الراحمین ۔
تلطف بالناس و ترحم
علیھم انت فیھم بمنزلۃ
موسیٰ۔

ترجمہ۔ تو ایک عجیب مدد دیکھے گا اور تیرے
مخالف ٹھوڑیوں پر گریں گے یہ کہتے
ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے
گناہ معاف کر کہ ہم خطا پر تھے اور
زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی! میں تجھے
شناخت نہیں کرتی تھی اے خطاکارو!
آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔ خدا تمہارے
گناہ بخش دے گا۔ وہ ارحم الراحمین
ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات
سے پیش آ۔ تو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے
ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱-۱۰۲)

پیغام صلح کا ایک اقتباس

ان جملہ حوالجات سے اظہر من الشمس ہے
کہ اس الہام میں "نبی اللّٰہ" کا لفظ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کے حق میں وارد ہوا ہے۔ فریق لاہور کے
دوست اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو منجانب اللہ
مانتے ہیں اسلئے انہیں اس صریح اور واضح الہام کے
مطابق حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے میں کوئی عذر
نہ ہونا چاہیئے مگر بُرا ہو ضد اور ہٹ دھرمی کا کہ
وہ انسان کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ کیا آپ یہ
تصور کر سکتے ہیں کہ کوئی احمدی یہ بھی کہہ دے گا
کہ اس الہام میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے لئے نبی کا لفظ وارد نہیں؟ لیجئے غیر مبائع صاحبان
کے اخبار پیغام صلح کا بیان ملاحظہ فرمائیے لکھا ہے:-
"اسی کی طرف حضرت مسیح موعودؑ

کے الہام۔ زمین کہتی ہے یا نبی
اللہ کنت لا اعرفك میں
اشارہ ہے یعنی المسیح موعود کی
کوششوں کے نتیجہ میں حضرت نبی کریم
صلعم کی نبوت کا سورج جب چمکے گا
اور آنحضور صلعم کا روشن چہرہ اپنی
پوری آب و تاب کے ساتھ لوگوں
کے سامنے آئے گا تو لوگ اس کو
دیکھ کر بے ساختہ پکار اُٹھیں گے
یا نبی اللہ کنت لا اعرفك
یعنی اسے اللہ کے نبی! اس الہام
میں نبی اللہ سے مراد حضرت نبی کریم
صلعم ہیں۔ ہم تو اس سے قبل تجھے
نہیں پہچانتے تھے اس موعود نے
جو آنجناب صلعم کے مبارک چہرہ
سے پردہ اُٹھا کر آنجناب صلعم کا
مبارک چہرہ ہمیں دکھلایا ہے وہ
ہمارے لئے آنجناب کی حقیقت
کو شناخت کرنے کا موجب بنا
ہے۔" (پیغام صلح ۱۱ مارچ ۱۹۷۰ء)

یہ عبارت غیر مبایع دوستوں کے ایک عالم کی ہے
گویا وہ حضرت مسیح موعود کی وحی میں حضور کے لئے
لفظ نبی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں حالانکہ بات
صاف تھی کہ جب الہامات میں صدہا مرتبہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول کہا گیا ہے

تو اس الہام میں مسیح موعود کو نبی کے خطاب کا مورد
ماننے میں ان کے لئے کیا روک ہے؟ پیغام صلح کے
اس بیان کو پڑھ کر خیال پیدا ہوا کہ فریق لاہور کے
احباب کو توجہ دلائی جائے کہ وہ سوچیں کہ وہ کس
طرف جا رہے ہیں۔ کیا ایسے بدیہی البطلان استدلال
پر وہ اپنی بنیادیں استوار کرنا چاہتے ہیں؟

علماء کا فتویٰ انتخابات میں مزاحمت ہے

مدیر محترم ہفت روزہ لیل و نہار کراچی لکھتے ہیں:۔
"کسی جماعت کی سرگرمیوں میں ہرج و
مزاحمت کی اس سے زیادہ خطرناک صورت کیا
ہوگی کہ آپ لوگوں کو شرعاً انہیں ووٹ اور
چندہ دینے سے روک دیں۔ چنانچہ پاکستان کے
سابق چیف جسٹس محمد منیر صاحب لکھتے ہیں (ملاحظہ
ہو پاکستان ٹائمز مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۷۰ء)
"انتخابات کے عام قانون کی رُو سے کسی امیدوار
کو ایک خلاف اسلام جماعت کا فرد ٹھہرانا
(Corrupt practice) ناجائز
اقدام ہے جس کی بنا پر انتخابات کو کالعدم
قرار دیا جا سکتا ہے۔" کیا علمائے کرام نے اس امر
پر غور فرمایا ہے کہ ان کے فتویٰ کی بنا پر آئندہ
انتخابات سرے سے روکے جا سکتے ہیں اور
جمہوریت کی منزل دوبارہ نظر سے اوجھل
کی جا سکتی ہے۔" (لیل و نہار یکم مارچ ۱۹۷۰ء)

جناب سید اسعد صاحب گیلانی[1] سے گفتگو

(محترم جناب نسیم سیفی کے قلم سے)

چند روز ہوئے خاکسار کو محترم مولینا ابوالعطاء صاحب کی معیت میں لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ ربوہ سے گاڑی میں بیٹھے تو دیکھا کہ کمرے میں ہماری سیٹ سے کچھ فاصلہ پر ایک صاحب بزرگانہ انداز میں ایک نوجوان کو اسلام اور سوشلزم کے متعلق واقفیت بہم پہنچا رہے تھے۔ سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے ملک کی موجودہ حالت اور گزشتہ بائیس برس میں جو کچھ ہوا ہے بار بار زیر بحث آتے تھے۔ خیالات کی درستی یا نادرستی سے قطع نظر گفتگو دلچسپ تھی۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فرمانے لگے "چلیئے ہم بھی ان کے پاس چل بیٹھیں"۔ چنانچہ خاکسار اور مولانا صاحب اُن کے پاس جا بیٹھے۔ مولانا صاحب نے اپنا تعارف کرایا اور میرا بھی۔ جو صاحب گفتگو کر رہے تھے ان کے چہرہ پر چمک پیدا ہوئی اور وہ فوراً کہنے لگے "میں آپ کو جانتا ہوں آپ کا پرچہ الفرقان گاہے گاہے نظر سے گزرتا ہے۔ میرا نام اسعد گیلانی ہے اور میں سرگودہا میں رہتا ہوں"۔ یہ کہہ کر انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے نوجوان ساتھی سے جو اُن کے صاحبزادہ کا کلاس فیلو ہے کیا گفتگو کر رہے تھے۔ محترم مولانا صاحب نے فرمایا "ہم موضوع کی دلچسپی ہی کی وجہ سے یہاں آپ کے پاس آ بیٹھے ہیں۔ ہم تو ایک مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اسلئے سیاسیات میں ہمارا عمل دخل نہیں۔ آپ کی جماعت ــــ جماعت اسلامی ــــ تو پوری طرح سیاست میں حصہ لے رہی ہے"۔ اور پھر مولانا صاحب نے پوچھا کہ اسلامی جماعت ملک میں کس قسم کا نظام قائم کرنا چاہتی ہے؟ جناب اسعد گیلانی صاحب کہنے لگے "اسلامی نظام"۔

اسلامی نظام کا نام تو سبھی لیتے ہیں لیکن اس سے فی الحقیقت مراد کیا ہے۔ یہ ایک فروعی سوال ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جو غالباً اس وقت تک حل نہیں ہو سکتا جب تک کہ کوئی پارٹی برسر اقتدار آ کر اسلامی نظام قائم نہ کرنا شروع کر دے۔ مکرم مولانا صاحب نے اسعد صاحب سے پوچھا کہ کیا اسلامی نظام سے اُنکی مراد خلافت ہی کا نظام ہے؟ اسعد صاحب جانتے ہیں کہ احمدیہ جماعت تو خلافت کو اسلامی نظام کا مرکزی نقطہ مانتی ہے۔ کہنے لگے ہاں خلافت کا نظام ہی۔

---

[1] امیر جماعت اسلامی سرگودھا ڈویژن۔

لیکن خلافت کے متعلق جو آپ کا تصور ہے اس سے مختلف۔ ہم تو ایسا خلافتی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں جو مشورہ کے ساتھ چلایا جائے اور خلیفہ مشورہ ماننے کا پابند ہو۔

"مشورہ تو خلیفہ ہر حال لیتا ہی ہے" محترم مولانا صاحب نے فرمایا۔

اسعد صاحب کہنے لگے۔ مشورہ تو خلیفہ لیتا ہی ہے لیکن آپ کے ہاں تو مشورہ کے غالباً کچھ معنی نہیں ہیں۔ خلیفہ کو ہر حال مشورہ قبول کرنا چاہیئے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشورہ رد نہیں کر سکتا۔

مولانا صاحب نے فرمایا "آپ کی خلافت خلافتِ راشدہ جیسی ہی ہو گی نا' وہاں تو مشورہ رد بھی کر دیا جاتا تھا۔" اس پر اسعد صاحب چونکے اور کہنے لگے ہرگز نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ ہی کی مثال لے لیجئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے تین دن تک اس بات پر بحث ہوتی رہی کہ حضورؐ کا تیار کردہ لشکر بھیجا جائے یا روک لیا جائے۔

ابھی اسعد صاحب اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ مولانا صاحب نے فرمایا "اس سے تو میرے موقف کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ چاہتے تھے کہ لشکر بھیجا جائے۔ بعض اکابر صحابہ کا خیال تھا کہ اس وقت اسے روک لیا جائے۔ تین دن تک "بحث" ہوتی رہی اور آخر کار ہوا یہ کہ لشکر بھیجا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال ہے کہ جس لشکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجنا چاہتے تھے حضورؐ کے بعد وہ اس لشکر کو روک لے۔ چنانچہ وہ لشکر بھیجا گیا۔ گویا مشورہ بھی ہوا' تین روز تک "بحث" بھی ہوئی لیکن بات وہی عمل میں لائی گئی جو حضرت ابوبکرؓ چاہتے تھے۔ مرتدین سے قتال کے بارے میں بھی حضرت ابوبکرؓ کا حکم ہی جاری ہوا۔

اس کے بعد بات زیادہ آگے نہ بڑھ سکتی تھی چنانچہ اسعد صاحب نے کوشش کی کہ وہ اپنا موقف بھی دہرائیں اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ مشورہ کو رد کرنے کا حق خلیفہ کو ضرور ہوتا ہے' وہ کبھی مشورہ قبول کر لیتا ہے اور کبھی مشورہ رد کر دیتا ہے۔

پھر کچھ اور باتیں ہوئیں۔ ان باتوں کے دوران میں مولانا صاحب نے فرمایا "اسعد صاحب وہ قتلِ مرتد والا مسئلہ کیا ہے؟" اسعد صاحب غالباً یہ بات سننے کے لئے تیار نہ تھے کہنے لگے آپ کی جماعت نے ہمیں بہت بدنام کر رکھا ہے۔ یہ ہمارا موقف نہیں۔ اسلامی نظام قائم ہونے پر ہم آپ کو قتل نہیں کریں گے۔

مولانا صاحب:۔ "لیکن مودودی صاحب نے تو اپنی کتب میں یہی کچھ لکھا ہے۔"

اسعد صاحب:۔ "انہوں نے یہ بات لکھی ہے تو یہ ان کا ذاتی خیال ہے۔ وہ ایک مصنف ہیں۔ جماعت اسلامی کی یہ پالیسی نہیں۔ اگر آپ جماعت اسلامی کی پالیسی معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہماری پاس شدہ

قرارداد کو پڑھیں۔ وہاں آپ کو یہ بات وضاحت کے ساتھ ملے گی کہ اسلامی نظام قائم ہونے سے قبل جس نے جو مذہب اختیار کر لیا، کر لیا۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص اسلام سے ارتداد اختیار کرے گا تو اس کا معاملہ انفرادی خصوصیات کے پیشِ نظر پرکھا جائے گا۔ اور پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہر ایسے شخص کو ضرور قتل ہی کیا جائے گا اس سے کمتر بھی سزائیں ہو سکتی ہیں۔

مولانا صاحب نے فرمایا اسعد صاحب اگر یہی بات ہے تو آپ یہ مجھے لکھ دیں۔ اسعد صاحب کہنے لگے۔ واہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے ایسا لکھ کر دینے سے تو مولوی غلام غوث ہزاروی فوراً شور مچا دیں گے۔ یوں یہ بات ایک لحاظ سے پہلے سے لکھی ہوئی موجود ہے۔

گفتگو کے دوران اسعد صاحب نے اس بات کو بڑے رنج کے ساتھ پیش کیا کہ احمدیہ جماعت ملک پر چھائی ہوئی ہے۔ حکومتی اداروں میں اس کا بہت اثر ہے حتیٰ کہ جسے چاہتی ہے پاسپورٹ ملتا ہے جسے نہیں چاہتی پاسپورٹ نہیں ملنے دیتی۔ اور اس سلسلہ میں انہوں نے مودودی صاحب کے پاسپورٹ ملنے میں مشکلات کا ذکر کیا۔

مولانا صاحب نے انہیں بہتیرا سمجھایا کہ ایسا نہیں ہے لیکن اسعد صاحب اس بات پر مُصر رہے کہ مودودی صاحب کے پاسپورٹ کے حصول میں جو مشکلات درپیش تھیں ان کا باعث احمدیہ جماعت ہی تھی۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ والی بات معلوم ہوتی ہے ورنہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومتی اداروں میں یا ملکی زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی ہمارا اتنا زیادہ اثر نہیں جتنا آپ بیان فرماتے ہیں۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ لاہور کا سٹیشن آ گیا اور ہم سب گاڑی سے اتر کر اپنی اپنی راہ چل دیئے اور یہ دلچسپ گفتگو ختم ہو گئی۔

عوام مسلمان اور مودودی صاحب

"ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسلاً مسلمان ہیں حقیقی معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ اُن کے اجتماع سے جو کام بھی ہو گا اسلامی اصول پر ہی ہو گا پہلی اور بنیادی غلطی ہے۔ یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے اس میں ۹۹۹ فی ہزار نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں نہ انکا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق ہوتا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے اس لئے نہ یہ مسلمان ہیں اور نہ انہوں نے حق کو حق جان کر قبول کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرتِ رائے کے ہاتھ میں باگیں دیکر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔"

(مسلمان اور سیاسی کشمکش حصہ اول صفحہ ۱۰۵)

(طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری ⁂ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ⁂ مقام اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ الفرقان۔ ربوہ)

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-

"میرے نزدیک الفرقان جیسا علمی رسالہ تیس۳۰ چالیس۴۰ ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ جنوری ۱۹۵۶ء)۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابل قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض و غایت کو پُورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مُسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پُوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب (ام) پُوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نُور سے منور کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۵۹/۷/۱۱)"

(الفضل ۱۰ رجولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینجر الفرقان ربوہ

Monthly **AL-FURQAN** Rabwah

AMAN 1349 MARCH 1970 Regd. No. L5708

حضرت بابانانک علیہ الرحمة

یہ تصویر سکھ صاحبان نے خود شائع کی ہے اس بارے میں تحقیقی مقالہ صفحہ ۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں -
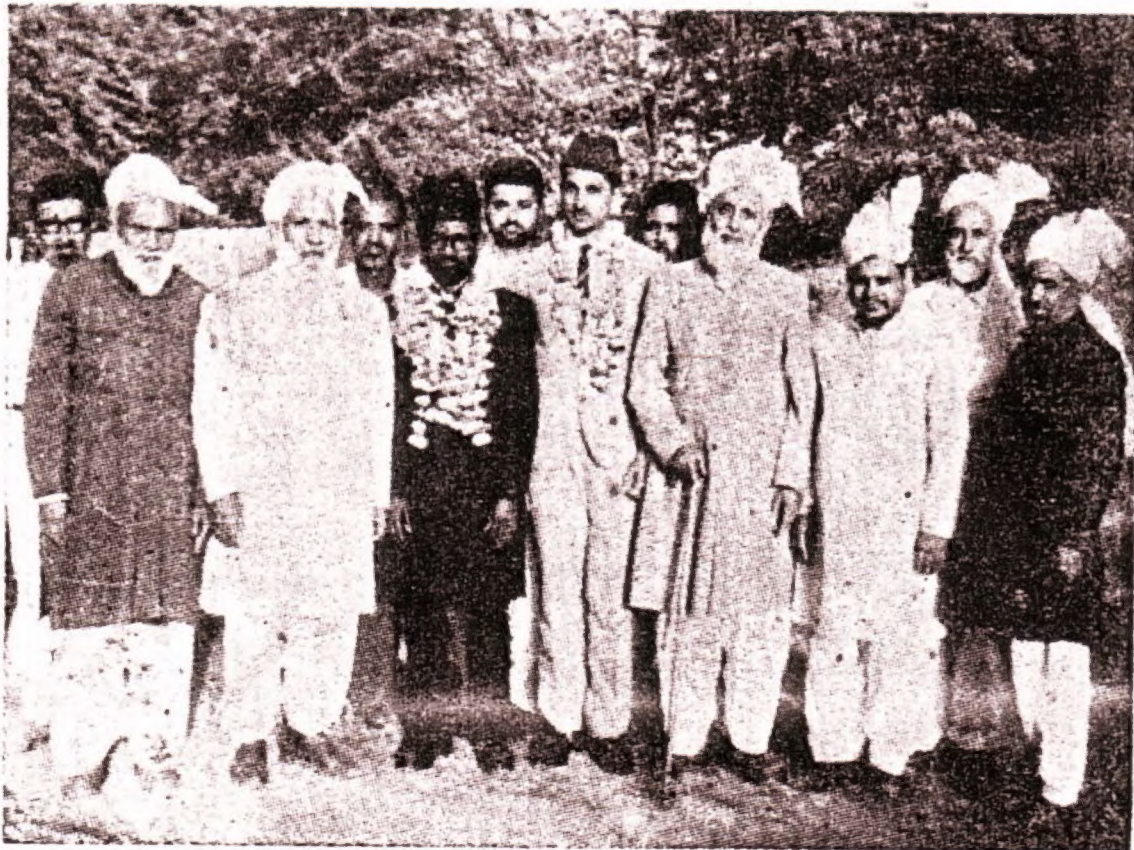
مبلغ امریکہ کی الوداعی پارٹی

جناب مولوی عبدالرحمن خان صاحب بنگالی گزشتہ دنوں پھر امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے۔ ایڈیٹر الفرقان کو بھی انہیں الوداعی پارٹی دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی بائیں جانب ہمارے عزیزم عطاء الرحیم حامد ٹیچر سیرالیون ہیں۔

Nusrat Art Press, Rabwah.